مُسلسل اِشاعت کے ۵۳ سال

حضور سرورِ کائنات ﷺ کے نواسوں کا قاتل

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا ترجمان

ماہنامہ لولاک ملتان

شمارہ: ۳ جلد: ۱۹ | ربیع الاول ۱۴۳۶ جنوری 2015

Email: khatmenubuwwat@ymail.com

اعلانِ نبوت کے بعد کے ثمرات

"لا تقولوا لا نبی بعدی" کی تحقیق

حیاتِ حضرت مسیح علیہ السلام

سراج السالکین کی رحلت

خالدِ جمعیت کی رحلت

جوہر شاہی

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۳ ○ جلد: ۱۹

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوریؒ

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون: 061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

سراج السالکین رحمہ اللہ کی رحلت	مولانا اللہ وسایا	3
خالد جمعیت رحمہ اللہ کی شہادت	مولانا اللہ وسایا	5

مقالات ومضامین

حیات طیبہ تاریخ کے تناظر میں	مولانا عبداللہ معتصم	8
اعلان نبوت کے بعد کے حالات	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	14
حضور سرور کائنات ﷺ کے نواسوں کا قاتل	مولانا اللہ وسایا	17
روایت ’’لاتقولوا لا نبی بعدی‘‘ کی تحقیق (قسط نمبر:2)	مولانا رضوان عزیز	18
قائداعظم کا پاکستان (آخری قسط)	شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق مدظلہ	22
ایک ہفتہ..... حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے دیس میں (قسط نمبر:12)	مولانا اللہ وسایا	29
جونہی سر جھکائے گی	معتصم چارسدوی	36

شخصیات

حضرت حاجی صاحب ترنگ زئی رحمہ اللہ	جناب قاضی حبیب الرحمٰن	38
کاروان آخرت	ادارہ	42

رد قادیانیت

حیات حضرت مسیح علیہ السلام	تقریر: مولانا لال حسین اختر رحمہ اللہ	44
گوہر شاہی	جناب عبدالغنی	52

متفرقات

تبصرہ کتب	مولانا عبداللہ معتصم	55
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	56

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

کلمۃ الیوم

سراج السالکین ؒ کی رحلت!

فقیر راقم مسلسل چوبیس گھنٹوں سے سفر کی حالت میں تھا۔ ۳ صفر الخیر ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۶ نومبر ۲۰۱۴ء بروز بدھ عصر کے بعد جھنگ ڈائیو اڈہ پر مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے رحیم یار خان سے اطلاع دی کہ سراج السالکین، حجۃ اللہ علی الارض حضرت میاں سراج احمد دین پوری انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

سندھ ضلع گھوٹکی کی معروف خانقاہ ''بھر چونڈی شریف'' کے بانی حضرت سید العارفین حافظ محمد صدیق ؒ تھے۔ ان کا سلسلہ قادریہ بائیس واسطوں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ سے اور سلسلہ نقشبندیہ نو واسطوں سے حضرت مجدد الف ثانی ؒ سے جاملتا ہے۔ حضرت حافظ محمد صدیق ؒ کے دیگر خلفاء کے علاوہ دو خلیفہ تھے۔ حضرت سید تاج محمود امروٹی ؒ اور حضرت خلیفہ میاں غلام محمد دین پوری ؒ، مولانا سید تاج محمود ؒ نے امروٹ شریف میں خانقاہ قائم کی جو ''خانقاہ امروٹ شریف'' کے نام سے مرجع عالم ہے۔ جبکہ میاں خلیفہ غلام محمد ؒ نے ''درگاہ عالیہ دین پور شریف'' میں قائم کی۔ حضرت امروٹی ؒ سے مولانا عبدالعزیز ؒ تھر یچانی شریف، مولانا صالح محمد ؒ بانجی شریف اور حضرت مولانا حماداللہ ؒ ہالیجی شریف نے خلافت حاصل کی۔ جس سے یہ تین خانقاہیں بانجی شریف، ہالیجی شریف اور تھر یچانی شریف وجود میں آئیں۔

حضرت مولانا میاں خلیفہ غلام محمد دین پوری ؒ کے یوں تو اور بھی خلفاء ہوں گے۔ البتہ دو خلفاء ایسے ہیں جو آسمان تصوف کے آفتاب ومہتاب تھے۔ ایک حضرت مولانا سائیں میاں عبدالہادی دین پوری ؒ اور دوسرے امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ (یاد رہے کہ حضرت لاہوری ؒ بیک وقت میاں خلیفہ غلام محمد دین پوری ؒ اور سائیں سید تاج محمود امروٹی ؒ کے خلیفہ مجاز تھے) حضرت لاہوری ؒ نے شیرانوالہ باغ لاہور میں خانقاہ قائم کی۔ جبکہ حضرت مولانا میاں عبدالہادی ؒ اپنے مرشد اور والد گرامی حضرت میاں خلیفہ غلام محمد ؒ کے جانشین اور خانقاہ دین پور کے سجادہ نشین قرار پائے۔

حضرت مولانا میاں عبدالہادی دین پوری ؒ کے ہاں ۱۹۲۱ء میں ایک صاحبزدہ پیدا ہوا۔ جن کا خود حضرت دادا ابو خلیفہ میاں غلام محمد ؒ نے ''سراج احمد'' نام تجویز فرمایا۔ جو بعد میں سراج السالکین حضرت میاں سراج احمد دین پوری ؒ کے نام سے افق تصوف کے نیر تاباں ثابت ہوئے۔

حضرت مولانا میاں سراج احمد دین پوری ؒ نے ابتدائی دینی تعلیم خانقاہ دین پور شریف میں حاصل کی۔ پھر موضع مسن وودر خواست میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی ؒ کے اولین شاگردوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ پھر والد گرامی حضرت مولانا میاں عبدالہادی دین پوری ؒ کے حکم پر شیخ

التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ سے آپ نے دورہ تفسیر کیا اور ستائیس سال حضرت لاہوری ؒ کی خدمت میں رہ کر شریعت وطریقت کے علوم پر دسترس حاصل کی اور درجہ کمال پر فائز ہوئے۔ حضرت میاں سراج احمد دین پوری ؒ نے حضرت مولانا عبیداللہ سندھی ؒ کی مراجعت وطن کے بعد شاگردی اختیار کی اور فلسفہ شاہ ولی اللہ ان سے پڑھا اور ان کی تحریک پر انگریزی تعلیم میں بھی دسترس حاصل کی۔ غرض حضرت لاہوری ؒ، حضرت میاں عبدالہادی ؒ، حضرت سندھی ؒ، حضرت درخواستی ؒ ایسے ”مشائخ اربعہ“ کی صحبتوں نے آپ کو دینی ودنیوی اور شریعت وطریقت کے علوم کا شناور بنادیا۔

حضرت میاں سراج احمد دین پوری ؒ کو بیک وقت اپنے والد حضرت مولانا میاں عبدالہادی ؒ اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری ؒ سے خلافت حاصل تھی۔ یہاں پر ایک اضافی بات قارئین کی نظر نواز کرنا ضروری ہے کہ حضرت مولانا عبیداللہ انور ؒ بھی بیک وقت اپنے والد مولانا احمد علی لاہوری ؒ اور حضرت میاں عبدالہادی دین پوری ؒ کے خلیفہ تھے۔ اسی طرح حضرت میاں مسعود احمد دین پوری کو بھی بیک وقت اپنے دادا حضرت میاں عبدالہادی ؒ، والد گرامی حضرت میاں سراج احمد دین پوری ؒ اور مولانا عبیداللہ انور ؒ سے خلافت حاصل ہوئی اور حضرت مولانا محمد اجمل قادری بھی اپنے والد مولانا عبیداللہ انور ؒ اور حضرت میاں مسعود احمد دین پوری کے خلیفہ مجاز ہیں۔

شیخ التفسیر حضرت لاہوری ؒ نے دین پور سے حضرت میاں سراج احمد ؒ نے شیرانوالہ سے مولانا عبیداللہ انور ؒ نے دین پور سے میاں مسعود احمد نے شیرانوالہ سے اور پھر مولانا محمد اجمل قادری نے دین پور سے فیض حاصل کیا۔ خدا کرے کہ دین پور اور شیرانوالہ کی خانقاہوں کا یہ احترام وربط اور تعلق خاطر کرنے والی نسلوں کو بھی منتقل ہو۔ وماذالك على الله بعزيز!

حضرت میاں سراج احمد ؒ نے ۱۹۴۰ء میں جمعیت الانصار اور حزب اللہ کے پلیٹ فارم سے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز کیا۔ قیام پاکستان کے بعد سے جمعیت علماء اسلام کے ساتھ وابستہ رہے۔ ایک وقت میں جمعیت علماء اسلام کے امیر مرکزیہ بھی رہے۔ ۱۹۷۷ء میں قومی اتحاد پلیٹ فارم سے نیشنل اسمبلی کا الیکشن بھی لڑا۔ ضیاء الحق کے زمانہ میں ایم آر ڈی تحریک کی قیادت بھی فرمائی اور یوں پھر حضرت شیخ الہند ؒ وحضرت سندھی ؒ کی نسبتوں کو بام عروج تک پہنچادیا۔ تحریک ہائے ختم نبوت میں صرف دعاگو ہی نہیں بلکہ پوری خانقاہ کے متوسلین کو ان تحریکوں کا ہراول دستہ بنادیا۔

آپ نے پاکستان پیپلز پارٹی میں بھی شمولیت اختیار کی۔ محترمہ بے نظیر بھٹو والد کی طرح نہ صرف آپ کا احترام کرتی تھیں بلکہ آپ کو ”باباسائیں“ کے نام سے یاد کرتی تھیں۔ بے نظیر بھٹو کے پہلے عہد اقتدار میں آپ وزیراعظم کے مشیر بنے اور وفاقی وزیر کے برابر آپ کو عہدہ دیا گیا۔ وزارت مذہبی امور آپ کے سپرد ہوا۔ اسی طرح رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین بھی رہے۔ غرض دینی وسیاسی اعتبار سے آپ نے قومی سطح پر ملک وقوم کی خدمات سرانجام دیں۔ فقیر نے یہ روایت خود خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ سے سنی کہ آپ کو حضرت میاں

سراج احمد دین پوری ؒ نے فرمایا کہ حضرت! میں نے پیپلز پارٹی سے کیا لینا تھا۔ محض اس لئے قریب ہوا کہ پیپلز پارٹی میں آزاد خیال لوگوں کے تسلط کے سامنے پل باندھا جاسکے اور ظاہر ہے کہ تکوینی طور پر واقعی ایسے ہی ہوا کہ جب تک آپ رہے تو آپ ہی آپ تھے۔ حضرت میاں سراج احمد ؒ کو اپنے والد حضرت میاں عبدالہادی ؒ کی طرح جمعیت علماء اسلام و عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے اعلیٰ پیار کا ایک مقام حاصل تھا۔

آپ بہت ہی متواضع شخصیت کے حامل تھے۔ اتنے منکسر المزاج کہ اس وقت ڈھونڈنے سے بھی مثال پیش کرنا ممکن نہ ہو۔ اتنے بڑے عابد اور زاہد انسان تھے کہ دیگر معمولات کے علاوہ نصف صدی سے زائد عرصہ تک آپ کا یومیہ پندرہ پارے قرآن مجید پڑھنا معمول رہا۔ رحیم یار خان میں جب بھی ختم نبوت کانفرنس ہوتی صدارت فرماتے اور پورا وقت سٹیج کو رونق بخشتے۔ ہائے اب کہاں وہ باتیں صرف یادیں ہی رہ گئیں۔

ایک بار فقیر راقم رحیم یار خان کے مبلغ مولانا راشد مدنی کے ہمراہ کچھ اور ساتھیوں سمیت حاضر ہوا۔ گھر پر تھے۔ اطلاع ملنے پر پردہ کرایا۔ گھر بلایا۔ پلنگ پر بیٹھے تلاوت فرمارہے تھے۔ قرآن مجید بند کر کے ایک ہاتھ بطور نشانی کے قرآن مجید کے اندر رکھے رکھا۔ دوسرے ہاتھ سے مصافحہ فرمایا۔ فقیر نے دعا کے لئے عرض کیا کہ حضرت آپ کی دعاؤں کے لئے محتاج اور قلاش ہوں۔ تو فرمایا کہ آپ کے لئے تو میں اللہ تعالیٰ سے جھولی پھیلا کر بھیک مانگتا رہتا ہوں۔ یہ الفاظ سرائیکی میں کچھ اس انداز سے فرمائے کہ بس فقیر کو تو اپنی نجات کی کرن نظر آنے لگی۔

حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ، حضرت مولانا سرفراز خان صفدر ؒ کے بعد حضرت میاں سراج احمد دین پوری ؒ کا سانحہ وفات اتنا بڑا حادثہ ہے جو بھلانے سے بھی نہ بھلایا جاسکے گا۔ وہ کیا گئے خانقاہوں سے رونق درویشی ہی جاتی رہی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ اور مجلس کراچی کے امیر حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد اسحق ساقی، مولانا غلام رسول، حافظ محمد انس نے کی۔

آپ کا جنازہ اگلے دن دس بجے ہوا۔ جو آپ کے بڑے صاحبزادہ اور ہمارے مخدوم زادہ حضرت میاں مسعود احمد دین پوری سجادہ نشین خانقاہ عالیہ درگاہ دین پور شریف نے پڑھایا: ''خدا رحمت کرے، عجب آزاد مرد تھا''

خالد جمعیت ؒ کی شہادت

جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم اعلیٰ حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو ۲۹ نومبر ۲۰۱۴ء فجر کی سنتوں میں بحالت سجدہ شہید کر دیئے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

صوبہ سندھ کے بزرگ عالم دین اور نامور استاذ الاساتذہ حضرت مولانا علی محمد حقانی ؒ، بانی جامعہ اشاعۃ القرآن والحدیث لاڑکانہ کے صاحبزادوں میں ایک صاحبزادہ کا نام خالد محمود تھا۔ خالد محمود صاحب نے دینی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی اور پھر سکول و کالج کی تعلیم کی راہ پر چلے اور بڑھتے چلے گئے۔ ''چانڈکا میڈیکل کالج لاڑکانہ'' سے ایم بی بی ایس کیا۔ آج اس مادی دور میں کیا یہ باور کرانا ممکن ہے کہ جب دنیا ایم بی بی ایس ڈاکٹر بننے کو ترستی ہے۔ آپ نے ڈاکٹری کا امتحان پاس کرنے کے باوجود دینی و تبلیغی خدمات کا راستہ اختیار کیا اور پھر دنیا

کے ڈاکٹروں کو کیا عزت حاصل ہوگی جو دنیا پر دین کو مقدم کرنے کے صدقہ میں اللہ رب العزت نے ڈاکٹر خالد محمود سومرو کو نصیب فرمائی۔

ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے میدان خطابت میں قدم رکھا تو اپنے انداز خطابت کے بانی کہلائے۔ پہلے لاڑکانہ پھر سکھر ڈویژن، پھر اندرون سندھ، پھر پورے سندھ، پھر پاکستان، پھر دنیا میں اپنی خطابت کے بلند و بالا جھنڈے گاڑ دیئے۔ جہاں جاتے اپنے انداز خطابت سے لوگوں کے دلوں میں مقام پیدا کر لیتے۔ آپ کو قدرت نے ایسی خوبیوں سے نوازا تھا کہ آپ بجا طور جو ہر دلعزیز شخصیت بن گئے۔ جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے سیاسی کام کا آغاز کیا۔ پیر طریقت حضرت مولانا عبدالکریم بیر شریف ؒ، مولانا شاہ محمد امروٹی ؒ اور حضرت مولانا سائیں محمد اسعد محمود ہالیجوی ؒ، حضرت مولانا سائیں عبدالغفور قاسمی ؒ کی قیادت میں بڑھتے چلے گئے۔ پھر یہ وقت بھی آیا کہ کراچی سے اوباڑہ اور مٹھی سے لے کر بی تک جمعیت علماء اسلام کا دوسرا نام ڈاکٹر خالد محمود سومرو تھا۔ ڈاکٹر خالد محمود صاحب جمعیت علماء اسلام سندھ کے سیکرٹری جنرل بنے اور پھر قریباً ربع صدی تک بغیر وقفہ کے سندھ جمعیت کے سیکرٹری جنرل رہے۔ تمام خانقاہوں، مساجد، مدارس کا آپ کو اعتماد حاصل تھا۔ آپ کا اصلاحی تعلق حضرت مولانا عبدالکریم قریشی بیر شریف ؒ سے تھا۔ انہوں نے خلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔ حضرت بیر والوں کی وفات کے بعد آپ نے اصلاحی تعلق خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ سے استوار کیا۔

اتنا فعال و متحرک عالم دین بہت کم لوگوں نے دیکھا ہوگا۔ اکثر اوقات چار پانچ جلسوں میں خطاب اور وہ بھی تفصیلی، اور آخری تو معمول تھا۔ ہنگامی حالت میں یہ تعداد یومیہ دس دس جلسوں کے بیان تک پہنچتی تھی۔ اتنے مقدر کے بادشاہ تھے کہ جس میدان میں قدم رکھتے تو بس چھا ہی جاتے تھے۔ بلا مبالغہ آپ نے سندھ میں جمعیت علماء اسلام کو اپنی شبانہ روز محنت سے فعال طاقت بنا دیا تھا۔ آپ نے محترمہ بے نظیر بھٹو کے مقابلہ میں پانچ بار قومی اسمبلی کا لاڑکانہ سے الیکشن لڑا۔ دھن کے اتنے پکے تھے کہ کامیاب نہ ہوسکنے کے باوجود میدان کو خالی نہ کبھی چھوڑا اور نہ شکست تسلیم کی۔ برابر برسر میدان رہے:

فتح و شکست تو مقدر ازل سے ہے اے میر   مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا

ڈاکٹر خالد محمود سومرو ایم آر ڈی کی تحریک میں گرفتار ہوئے تو آپ نے جیل میں مولانا غلام قادر پونر سے حدیث شریف اور دیگر علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ بجا طور پر آپ دینی و دنیاوی اعلیٰ تعلیم کے حامل اور منتظم مزاج شخصیت تھے۔ حق تعالیٰ کے کرم کو دیکھیں! برصغیر پاک و ہند عرب امارات، برطانیہ اور افریقہ تک آپ نے فریضہ تبلیغ ادا کیا۔

ایک بار حضرت مولانا خواجہ خان محمد ؒ کے توجہ دلانے پر حضرت مولانا عبدالکریم بیر شریف ؒ والوں نے ایک ہفتے کا اندرون سندھ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تحت ختم نبوت کانفرنسوں کا پروگرام ترتیب دیا۔ اس کے لئے عالمی مجلس کے مبلغین کے پروگرام مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے ترتیب دیئے اور کانفرنسوں کی کامیابی کے لئے شب و روز ان کو متحرک رکھا۔ ادھر جمعیت علماء اسلام کے تمام رفقاء کو جگہ جگہ ہر قریہ و شہر میں فعال کر دیا۔ سکھر سے لے کر مٹھی اور جیکب آباد و شکار پور سے لے کر ٹھٹھہ تک پروگرام ہوئے۔ مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا احمد میاں

حمادی، مولانا جمال اللہ الحسینی ؒ اور فقیر راقم مشتمل پر قافلہ حضرت ڈاکٹر صاحب کی قیادت میں چلا اور ایک ہفتہ میں یومیہ چار پانچ شہروں میں کنونشنوں، جلسوں اور کانفرنسوں سے اندرون سندھ وہ ماحول قائم ہوا کہ درودیوار ختم نبوت کی فلک شگاف صداؤں سے گونج اٹھے۔ ان پروگراموں کی کامیابی کا سہرا محترم ڈاکٹر خالد محمود صاحب کے سر ہے، جو یقیناً آپ کے لئے ذخیرہ آخرت ہے۔

جمعیت علماء اسلام کے آپ مرکزی ناظم انتخاب بنے تو اس عہدہ کی لاج رکھی۔ جمعیت علماء اسلام کی صد سالہ خدمات علماء دیوبند کانفرنس پشاور کو آپ صف اول میں میدان میں رہ کر کامیاب کرانے میں شریک رہے۔ اسلام زندہ باد کانفرنس سکھر و کراچی کی کامیابی آپ کی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ نے مدارس عربیہ کے حقوق کے تحفظ کے لئے صدا بلند کی تو پورے سندھ کو اسی تحریک میں صف اول میں لا کھڑا کیا۔

والد گرامی کے قائم کردہ مدرسہ کی تعمیر نو سے اسے فلک بوس بلڈنگ میں بدل دیا۔ اس کی تعلیم کے درجات کو دورہ حدیث شریف تک کامیابی سے سرفراز کیا۔ آپ کا خطاب جمعہ صرف لاڑکانہ میں نہیں پورے ملک کے کامیاب خطباء کے جمعہ میں صف اول میں نظر آتا تھا۔ لائبریری اور جامع مسجد کی شاندار و مثالی تعمیر کو دیکھیں تو طبیعت عش عش کر اٹھتی ہے۔

ایک بار آپ سینٹ آف پاکستان کے ممبر بنے تو اپنی خداداد صلاحیتوں سے پاکستان کی صف اول کی قیادت میں نمایاں مقام کے حامل قرار پائے۔ آپ کی للکار حق سے اقتدار کے ایوانوں میں ارتعاش کا سماں پیدا ہو جاتا تھا۔ مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب کے ساتھ برطانیہ، بھارت اور سندھ کے کئی عشروں پر محیط سفروں میں فقیر راقم کا ساتھ رہا، بلا مبالغہ وہ ایک عظیم انسان اور عظیم دوست تھے۔ دیوبند میں خدمات شیخ الہند کانفرنس کے موقعہ پر سرزمین دیوبند کے باسیوں نے جس طرح آپ سے محبت کی اس کی یادوں سے ابھی تک دل ودماغ سرشار ہیں۔

۲۸ نومبر کو سکھر قاسم پارک میں پیام امن اور استحکام پاکستان کانفرنس میں آپ کا آخری بیان رات ایک بجے ختم ہوا۔ سکھر کے گلشن اقبال پارک میں اپنے والد گرامی کی یاد میں جامعہ حقانیہ کے نام سے ادارہ تعمیر کروا رہے تھے۔ بقیہ رات وہاں گذاری۔ صبح نور کے تڑکے میں مسجد آگئے۔ باڈی گارڈز اور رفقاء کے آنے سے قبل ہی مسجد میں آئے۔ سنتیں ادا کر رہے تھے کہ سجدہ کی حالت میں ڈبل کیبن گاڑی سے آنے والے قاتلوں نے گولیوں کی بوچھاڑ کر دی اور ڈاکٹر صاحب حالت سجدہ میں ’’شہادت عظمیٰ‘‘ کے مقام پر فائز ہو گئے۔

امن کے داعی، استحکام پاکستان کے مبلغ ومنادی کیا گئے کہ اب امن واستحکام بھی نوحہ کناں ہو گئے۔ جن قوتوں نے جناب عمران خان اور طاہر القادری کو میدان میں اتارا۔ وہ خوب جانتی ہیں کہ ان کے اس منصوبہ کو ناکیلے قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن نے ناکام کیا۔ وہ قوتیں اب جمعیت علماء اسلام کی قیادت کو راستے سے ہٹانے کے درپے ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب ناکام قاتلانہ حملہ سے لے کر ڈاکٹر خالد محمود سومرو پر کامیاب قاتلانہ حملہ تک کی سازشی کڑیوں کو ملایا جائے تو کھرا جن قاتلوں تک جائے گا۔ ان لوگوں سے مقابلہ کی حکومت تاب رکھتی ہے۔ اس سوچ کی دعوت کے ساتھ اجازت چاہتا ہوں۔

حیات طیبہ تاریخ کے تناظر میں

مولانا عبداللہ معتصم

عام الفیل

۱۲ ربیع الاوّل	آنحضرت ﷺ کی ولادت ہوئی۔
۲۲ اپریل ۵۷۱ء بروز پیر	ولادت کے وقت ایوان کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے۔ فارس کے آتش کدہ کی آگ بجھ گئی۔
ولادت کے ۷ دن بعد	جناب عبدالمطلب نے آپ کا نام محمد رکھا۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کی آغوش رضاعت میں۔
عمر مبارک ۴ سال	حضرت حلیمہ سعدیہ کے پاس قبیلہ بنو سعد میں شق صدر کا واقعہ پیش آیا۔ یہ سب سے پہلا شق صدر ہے کہ جس میں حضرت جبرائیل تشریف لائے اور آپ کا سینہ مبارک چاک کر کے قلب اطہر کو سونے کے طشت میں آب زمزم سے دھویا۔ اپنی والدہ مکرمہ حضرت آمنہ کی آغوش محبت میں آ گئے۔
عمر مبارک ۶ سال	اپنی والدہ کے ساتھ یثرب (مدینہ منورہ) کا سفر کیا۔ مدینہ سے واپسی پر مقام ابواء میں آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ جناب عبدالمطلب کی زیر کفالت۔
عمر مبارک ۸ سال	جناب عبدالمطلب کی وفات۔ جناب ابوطالب کی زیر کفالت۔
عمر مبارک ۱۲ سال	جناب ابوطالب کے ساتھ شام کا سفر۔
عمر مبارک ۱۵ سال	جنگ فجار میں شرکت۔
عمر مبارک ۱۶ سال	حلف الفضول نامی معاہدہ میں شرکت۔
عمر مبارک ۲۵ سال	قریش کی طرف سے صادق اور امین کا لقب دیا گیا۔ حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر سفر شام پر تشریف لے گئے۔ حضرت خدیجہؓ سے عقد نکاح۔
عمر مبارک ۳۵ سال	آنحضرت ﷺ نے کعبہ میں حجر اسود نصب فرمایا اور قبائل عرب کے ایک بہت بڑے اختلاف کو ختم فرما دیا۔
عمر مبارک کا چالیسواں سال	اس سال کا زیادہ تر حصہ آپ ﷺ نے غار حرا میں گزارا۔
سن انبوی	
۱۲ ربیع الاوّل بروز پیر	بعثت نبوی ﷺ

ربیع الاوّل سے رمضان تک	۶ ماہ تک رؤیاء صادقہ کا سلسلہ جاری رہا۔ بعثت نبوی کے اس دور میں شجر وحجر بارگاہ نبوت میں سلام عرض کرتے تھے۔
رمضان شب قدر	حضرت جبرائیل امین قرآن حکیم وحی لے کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور سورۃ اقراء کی ابتدائی ۵ آیات ''اقراء باسم ربک الذی خلق'' سے ''ما لم یعلم'' تک نازل ہوئیں۔ حضرت جبرائیل نے آنحضرت ﷺ کو وضو اور نماز کا طریقہ سکھایا۔ آپ کو دو وقت کی نماز دوگانہ فجر اور دوگانہ عصر کا حکم دیا گیا۔

سن ۲،۳ نبوی

☆...... آنحضرت ﷺ دین اسلام کی خفیہ تبلیغ فرماتے رہے اور مندرجہ ذیل اہم شخصیات ایمان لائیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت علیؓ، حضرت زید بن حارثؓ، حضرت زبیر بن العوامؓ، حضرت عثمان بن عفانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وغیرہ۔

سن ۴ نبوی

☆...... آنحضرت ﷺ نے اعلانیہ تبلیغ کا آغاز فرمایا۔ اپنے اعزہ واقارب کو علی الاعلان دین اسلام کی دعوت دی۔ کفار مکہ اور خصوصاً قریش نے آنحضرت ﷺ سے بغض وعداوت کا کھل کر مظاہرہ شروع کر دیا اور آپ ﷺ کی ایذا رسانی کے لئے منظم ہوگئے۔ کفار مکہ آنحضرت ﷺ کی تبلیغ کے خلاف وفد کی صورت میں ابوطالب کے پاس گئے۔

سن ۵ نبوی

رجب...... مسلمانوں نے کفار کی ستم رانیوں سے تنگ آ کر مکہ چھوڑا اور حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اس ہجرت میں ۱۱ مرد اور ۴ عورتیں شامل تھیں۔ جن میں حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہؓ بھی تھے۔

رمضان...... آنحضرت ﷺ پر سورۃ والنجم نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے مسجد حرام میں قریش کے مجمع میں تلاوت فرمائی۔ مسلم وکافر، جن وانس سب ہی جمع تھے۔ جب آیت سجدہ پر پہنچے تو آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ مسلم وکافر، جن وانس تمام حاضرین نے بھی سجدہ کیا۔ آنحضرت ﷺ کو ایذا پہنچانے والی پارٹی کا اجتماع مسجد حرام میں ہوا۔ عقبہ بن ابی معیط نے نجاست بھری اوجھ آنحضرت ﷺ پر عین اس وقت لاکر ڈالی جب کہ آپ رب العزت کے سامنے سربسجود تھے۔ حضرت فاطمہؓ جو ابھی کم سن تھیں۔ وہ آئیں اور اوجھ آپ ﷺ کی پشت سے ہٹائی۔ حضرت سمیہؓ جن کے قدم ثبات میں کبھی لغزش نہیں آئی، ابوجہل لعین کے ہاتھوں شہید ہوئیں اور اس طرح ان کو ''اسلام کی پہلی شہید خاتون'' کا امتیاز حاصل ہوا۔

سن ۶ نبوی

قریش کی ایذا رسانیوں کے باعث آپ ﷺ حضرت ارقم بن ابی الارقم کے مکان میں فروکش ہوئے۔ اس طرح ''دارارقم'' اسلام کا پہلا گہوارہ ثابت ہوا۔ دارارقم میں حاضر ہوکر حضرت حمزہ اور ان کے ۳ دن بعد حضرت

عمر بن الخطابؓ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ قریش مکہ کی طرف سے عتبہ بن ربیع نے آنحضرت ﷺ کو تبلیغ دین کے مقابلہ میں مال، جاہ، لڑکی اور علاج کی پیشکش کی۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے تبلیغ دین کی خاطر اس پیشکش کو ٹھکرا دیا۔

سن ۷ نبوی

یکم محرم...... قریش نے ایک ظالمانہ تحریر کے ذریعے بنو ہاشم کا بائیکاٹ کیا اور آنحضرت ﷺ کی معیت میں بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب شعب ابی طالب میں محصور کر دیئے گئے۔

سن ۸ نبوی

شق القمر کا معجزہ رونما ہوا۔ مشرکین نے آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ کوئی ایسی نشانی دکھایئے جس کا تصرف آسمان میں ہو۔ آنحضرت ﷺ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف انگلی سے اشارہ کیا اور چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک ٹکڑا حرا کی دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب کی طرف جھک گیا۔ جبل حرا دونوں کے درمیان نظر آتا تھا۔

سن ۹ نبوی

یہ پورا سال نبی کریم ﷺ نے شعب ابی طالب میں محصور ہو کر گذارا۔

سن ۱۰ نبوی

اللہ تعالیٰ کے حکم سے بائیکاٹ کے دستاویز کو دیمک نے چاٹ لیا اور سوائے اللہ تعالیٰ کے نام کے اس کا کوئی حرف بھی باقی نہ رہا اور اس طرح قریش کا یہ ظالمانہ معاہدہ منسوخ ہوا اور بنی ہاشم ''شعب ابی طالب'' کی نظر بندی سے نکل کر اپنے گھروں میں دوبارہ آباد ہوئے۔ منصور بن عکرمہ جس نے یہ ظالمانہ دستاویز لکھی تھی اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ یہ آنحضرت ﷺ کا ایک مستقل معجزہ تھا۔

۱۰ ر رمضان...... آنحضرت ﷺ کے چچا جناب ابو طالب کا انتقال ہوا۔

۱۳ ر رمضان...... آنحضرت ﷺ کی مونس و غم خوار اور دکھ سکھ میں برابر کی شریک آپ ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کا وصال ہوا اور ان دو شخصیتوں کے انتقال کی وجہ سے سن ۱۰ نبوی کو ''عام الحزن'' کہا جاتا ہے۔

شوال...... حضور ﷺ نے حضرت سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا۔ اسی مہینے آپ ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بھی نکاح کیا۔ لیکن رخصتی نہیں ہوئی۔

۲۷ ر شوال...... تبلیغی سفر پر آپ ﷺ طائف تشریف لے گئے۔

ذیقعدہ...... سفر طائف کے دوران جب آپ اہل طائف کی سنگ دلی سے بہت غمگین تھے تو حضرت جبرئیل پہاڑوں کے فرشتے کی معیت میں نازل ہوئے اور پہاڑوں کے فرشتہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! اجازت ہو تو مکہ کے دو پہاڑوں کو ملا کر ان لوگوں کو کچل دوں۔ تاکہ یہ سب ہلاک ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! مجھے یہ توقع ہے کہ یہ نہیں تو ان کے نسل سے ہی ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو خدا کو ایک مانیں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے۔''

۲۳ر ذیقعدہ...... آپ ﷺ سفر طائف سے واپس مکہ مکرمہ پہنچے۔

سن ۱۱ نبوی

مدینہ منورہ سے آنے والے چند حاجیوں نے آپ ﷺ کی دعوت پر آپ ﷺ کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا۔ ان کی تعداد ۶ تھی۔ اسی سے انصار کے اسلام کا آغاز ہوا۔

سن ۱۲ نبوی

۲۷ر رجب...... آپ ﷺ کو معراج ہوئی۔ معراج کی شب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کا سینہ مبارک شق کیا اور آپ ﷺ کا قلب مبارک نکال کر سونے کے طشت میں آب زمزم سے دھویا اور اس میں حکمت، ایمان اور نور نبوت بھر کر اپنی جگہ میں رکھا۔

☆...... آپ ﷺ کو بیت المقدس میں تمام انبیاء کی امامت کا شرف حاصل ہوا۔

☆...... اس رات آپ ﷺ نے فرشتوں کا کعبہ ''بیت المعمور'' دیکھا۔

☆...... اسی رات آپ ﷺ نے جنت اور اس کی نعمتوں، دوزخ اور اس کے عذاب کا معائنہ کیا۔

☆...... اسی رات آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی امت پر یومیہ ۵ نمازیں فرض کی گئیں۔

☆...... رجب ہی کے مہینے میں آنحضرت ﷺ کے دست مبارک پر انصار مدینہ کے ۱۲ ر افراد نے بیعت کی۔ اس کو بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں۔

ذی الحجہ...... بیعت عقبہ ثانیہ۔ انصار مدینہ کے ۷۳ مرد اور عورتوں نے آنحضرت ﷺ سے بیعت کی اور آپ ﷺ نے اس موقع پر ان میں سے ۱۲ نقیب مقرر فرمائے۔

سن ۱ ہجری

چاندرات، یکم ربیع الاوّل...... آپ ﷺ ہجرت کی غرض سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی معیت میں مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ غار ثور میں قیام فرمایا۔ پانچویں رات سرکار دوعالم ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ غار سے نکلے اور مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ۱۲ ر ربیع الاوّل آپ ﷺ قبا میں فروکش ہوئے اور اسلام کی پہلی مسجد ''قبا'' کی تعمیر ہوئی۔

۱۳ تا ۱۶ ر ربیع الاوّل بروز جمعہ...... قبا میں چند دن قیام فرمانے کے بعد مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں آپ ﷺ نے بنوسالم کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ یہ پہلی جمعہ کی نماز اور پہلا خطبہ تھا۔

☆...... آپ ﷺ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے، بنونجار کی بچیوں نے ''طلع البدر علینا'' گا کر آپ ﷺ کا استقبال کیا۔ حضرت ابوایوبؓ کو شرف میزبانی حاصل ہوا۔

☆...... مسجد نبوی کی تعمیر۔

☆...... اذان و اقامت کی ابتداء۔

☆...... حضرت عائشہؓ کی رخصتی۔ تینوں امور بھی اسی مہینہ میں ہوئے۔

سن ۲ ہجری

۱۲؍صفر...... جہاد کی فرضیت، مظلوم مسلمانوں کو جہاد کی اجازت مل گئی۔

نصف رجب...... تحویل قبلہ کا حکم۔

نصف شعبان...... ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ آنحضرت ﷺ پر درود پڑھنے کا حکم آیا۔

۱۷؍رمضان، جمعہ...... حق وباطل کا پہلا معرکہ غزوہ بدر پیش آیا۔

۱۹؍رمضان...... آنحضرت ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ کا انتقال ہوا۔

اواخر رمضان...... عید کی نماز اور صدقہ فطر واجب ہوگئے۔

یکم شوال...... حضور اکرم ﷺ اور مسلمانوں نے نماز عید ادا فرمائی۔

ذی الحجہ...... حضرت فاطمہؓ کا عقد نکاح۔

سن ۳ ہجری

شعبان...... حضرت حفصہؓ بنت عمر فاروقؓ سے آپ ﷺ کا نکاح۔

شوال...... غزوۂ احد۔

ذی الحجہ...... حضرت زینبؓ بنت خزیمہ سے نکاح۔

سن ۴ ہجری

☆...... یہودیوں کے ایک مقدمہ میں آپ ﷺ نے تورات کے مطابق رجم کا حکم دیا۔

☆...... حضرت ام سلمہ سے عقد نکاح۔

سن ۵ ہجری

☆...... پردہ، تیمم، زنا کی سزا اور صلوٰۃ الخوف کے احکام نازل ہوئے۔ غزوہ بنی المصطلق پیش آیا۔ اس غزوہ سے واپسی پر حضرت عائشہ صدیقہؓ پر بہتان طرازی کا سنگین واقعہ پیش آیا اور اللہ نے اس بہتان سے حضرت عائشہؓ کی برأت فرمائی۔

سن ۶ ہجری

رمضان...... مدینہ منورہ میں قحط پڑا۔ عید کی نماز کے خطبہ میں آپ ﷺ نے دعا مانگی تو باران رحمت نازل ہوئی۔

ذی الحجہ...... بادشاہوں کے نام خطوط پر مہر لگانے کے لئے آپ ﷺ نے مہر بنوائی جس پر ’’محمد رسول اللہ‘‘ کندہ تھا۔ بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے لئے قاصد اور گرامی نامے ارسال فرمائے۔ صلح حدیبیہ پیش آئی۔

سن ۷ ہجری

محرم الحرام...... غزوہ خیبر پیش آیا۔ انہی دنوں ایک یہودی عورت زینب بنت حارث نے رسول اکرم ﷺ کو

بکری کے گوشت میں زہر دیا۔ مگر آنحضرت ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔ غزوہ خیبر سے واپسی پر لیلۃ التعریس کا واقعہ پیش آیا۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ سوئے رہے اور سورج نکل آیا۔ اس طرح سب کی نماز فجر قضا ہوگئی۔

ذی الحجہ...... آپ ﷺ اور صحابہؓ نے ۶ھ صلح حدیبیہ والا عمرہ ادا فرمایا۔ عمرہ سے واپسی پر آنحضرت ﷺ نے حضرت میمونہ سے مقام سرف میں نکاح کیا۔ یہ سب سے آخری زوجہ مطہرہ تھیں جن سے آپ ﷺ نے نکاح فرمایا۔

سن ۸ ہجری

جمادی الاوّل...... غزوہ موتہ پیش آیا اور آنحضرت ﷺ نے اس غزوہ میں شہید ہونے والوں کی خبریں صحابہ کرامؓ کو دیں۔ جب کہ مدینہ منورہ اور موتہ کے مابین ۲۸ دن کی مسافت ہے۔

رمضان المبارک...... فتح مکہ۔

شوال المکرم...... غزوہ حنین۔

ذی الحجہ...... آنحضرت ﷺ کے ہاں صاحبزادے پیدا ہوئے۔ جن کا نام آپ ﷺ نے اپنے جدِ اعلیٰ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے نام پر ’’ابراہیم‘‘ رکھا۔

سن ۹ ہجری

یکم محرم الحرام...... آپ ﷺ نے مختلف قبائل سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے عاملین مقرر فرمائے۔

رجب المرجب...... غزوہ تبوک پیش آیا۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر منافقین کی مسجد ضرار کو منہدم کر دیا۔

اس سال آنحضرت ﷺ نے ازواج مطہرات سے ایلاء کیا اور قسم کھائی کہ ایک مہینہ تک تمہارے قریب نہیں آؤں گا۔ اس سال آنحضرت ﷺ گھوڑے سے گر پڑا۔ جس کی وجہ سے دائیں پہلو اور پنڈلی پر خراش اور چوٹ آئی۔ اس سال حضرت جبرائیل علیہ السلام لوگوں کو دین کے مسائل سکھانے کے لئے تشریف لائے اور آنحضرت ﷺ سے ایمان، اسلام، احسان، قیامت اور علامات قیامت کے بارے میں سوالات کئے۔ اسی سال حج فرض کیا گیا۔

ذیقعدہ...... حضرت ابوبکرؓ میر الحج کی حیثیت ۳۰۰ افراد کی معیت میں حج کے لئے روانہ ہوئے۔

سن ۱۰ ہجری

اس سال آپ ﷺ نے حجۃ الوداع فرمایا۔ میدان عرفات میں خطبہ حجۃ الوداع کے نام سے ایک بلیغ خطبہ دیا۔

سن ۱۱ ہجری

صفر المظفر...... آنحضرت ﷺ کی مرض موت کا آغاز ہوا۔ مرض وفات میں آپ نے ازواج مطہرات سے اس کی اجازت مانگی کہ آپ ﷺ مرض کے بقیہ ایام حضرت عائشہؓ کے گھر پر گذاریں۔ تمام ازواج مطہرات نے بخوشی اس کی اجازت دے دی۔

۱۲ ربیع الاوّل پیر...... سرکار دو عالم ﷺ تمام عالم کو ہدایت کا پیغام پہنچا کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

اعلان نبوت کے بعد کے حالات

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سرور کائنات ﷺ نے ایک روز حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے فرمایا کہ جب میں اکیلا ہوتا ہوں تو میں آواز سنتا ہوں (یا محمد یا محمد) مجھے خطرہ ہے کہ کہیں یہ معاملہ کچھ اور نہ ہو۔ حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا: معاذ اللہ! کبھی ایسا نہیں ہوسکتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی ضائع نہیں فرمائیں گے۔ کیونکہ آپ امانت دار ہیں۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچ بولتے ہیں۔ دریں اثناء حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور ﷺ کے گھر تشریف لائے تو آپ گھر میں موجود نہ تھے تو حضرت خدیجہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا ''یـــا عتیــق'' یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا لقب ہے۔ محمد (ﷺ) کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے جائیں۔ جب حضور ﷺ تشریف لائے تو حضرت ابوبکرؓ نے آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر عرض کیا کہ ورقہ بن نوفل کی طرف تشریف لے چلیں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ کو کسی نے کہا ہے۔ فرمایا حضرت خدیجہؓ نے۔

چنانچہ حضرت ابوبکرؓ آپ ﷺ کو لے کر ورقہ کے پاس تشریف لے گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: جب میں اکیلا ہوتا ہوں تو آواز سنتا ہوں۔ یا محمد یا محمد! تو میں زمین پر بھاگنے لگ جاتا ہوں۔ ورقہ نے کہا کہ اگر یہ آوازیں آئیں تو بھاگیں نہیں بلکہ ٹھہرے رہیں۔ یہاں تک کہ آپ پوری بات سنیں اور پھر آپ آکر مجھے بتلائیں۔ جب آپ خلوت میں تشریف لے گئے تو آواز آئی ''یا محمد: قل الحمدللہ رب العالمین'' یعنی سورۃ فاتحہ ارشاد فرمائی گئی تو آپ ورقہ کے پاس تشریف لائے اور انہیں سورۃ فاتحہ سنائی تو انہوں نے کہا ''البشر ثم البشر'' مبارک مبارک، میں تصدیق کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں آپ وہ نبی ہیں جن کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی: ''ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد'' اور یہ وہ فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا رہا ہے۔ ''وانک نبی مرسل'' آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ورسول ہیں اور عنقریب آپ کو جہاد کا حکم ملنے والا ہے۔ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو آپ کے ساتھ مل کر جہاد کروں گا۔ جب ورقہ بن نوفل کا انتقال ہوا تو رحمت عالم ﷺ نے فرمایا میں نے انہیں جنت میں ریشمی لباس میں دیکھا۔ کیونکہ وہ مجھ پر ایمان لے آئے تھے اور میری تصدیق کی تھی۔ کسی نے حضرت ورقہ کو سخت سست کہا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ورقہ کے لئے اک یا دو جنتیں دیکھی ہیں اور انہیں سب وشتم سے روک دیا۔

حضرت خدیجہؓ کا قبول اسلام

ابن اسحٰق فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے سرور دو عالم ﷺ کو نبوت سے سرفراز فرمایا تو حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا کہ جب وہ تشریف لائیں (حضرت جبرائیل علیہ السلام) تو مجھے بتلانا۔ دریں اثناء ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے تو حضرت خدیجہؓ موجود تھیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا خدیجہؓ یہ جبرائیل علیہ السلام

ہیں۔تو حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا کہ آپ جبرائیل کو دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا: جی ہاں۔تو عرض کیا کہ آپ میرے بائیں تشریف لے آئیں تو آپ بائیں جانب تشریف لائے۔عرض کیا کہ اب بھی دیکھ رہے ہیں۔فرمایا: جی۔عرض کیا اب دائیں تشریف لائیں۔دائیں تشریف لائے۔کہا کہ اب بھی نظر آرہے ہیں۔فرمایا: ہاں۔فرمایا اب سامنے تشریف لائیں تو سامنے تشریف لائے۔پوچھا اب: فرمایا ہاں۔اتنے میں حضرت خدیجہؓ نے دوپٹہ ایک طرف کردیا اور پوچھا اب بھی موجود ہیں۔فرمایا: نہیں۔عرض کیا: شیطان نہیں فرشتہ ہے۔مبارک، سلامت اور اسلام قبول فرمالیا۔

وحی اور سورۃ الضحیٰ کا نزول

کچھ عرصہ ایسا گزرا کہ وحی کا سلسلہ ختم ہوگیا۔یہ دور حضور ﷺ پر بہت گراں گزرا اور آپ غمگین رہنے لگے اور آپ ﷺ یہ سمجھے کہ آپ ﷺ کو اکیلا چھوڑ دیا گیا۔(نیز کفار اور مشرکین نے بھی کہنا شروع کردیا کہ محمد ﷺ کے خدا نے اسے چھوڑ دیا ہے) تو سورۃ ضحیٰ نازل ہوئی اور فرمایا ’’ما ودعك ربك وماقلى ‘‘ یعنی آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ ہی ناراض و بیزار ہوا۔

جبرائیل امین کا تشریف لانا اور وضو و نماز کی تعلیم دینا

حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور آپ ﷺ کو وضو تعلیم کیا۔حضور ﷺ دیکھ رہے تھے۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام نے منہ دھویا اور اس سے پہلے کلی کی۔ناک میں پانی ڈالا۔سر اور کانوں کا مسح کیا۔پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے۔پھر کھڑے ہوکر چار سجدوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھائیں۔اسی طرح سرور دو عالم ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کو وضو سکھلایا اور نماز بھی اور آپ ﷺ اور حضرت خدیجہؓ نماز پڑھنے لگے۔ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ابتداء میں نمازیں دو دو رکعتیں تھیں۔(پھر ظہر، عصر، عشاء چار اور مغرب کی تین مقرر ہوئیں) جو مسافر کے لئے برقرار رہیں گی۔

حضرت علی بن ابی طالب کا قبول اسلام

ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ دو دن بعد تشریف لائے تو دونوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور عرض کیا: حضور! یہ کیا ہے؟۔سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ پاک کا پسندیدہ دین ہے جو اپنے رسولوں کو دے کر بھیجا ہے اور فرمایا کہ میں آپ کو اللہ پاک وحدہ لاشریک لہ کی وحدانیت اور عبادت کی دعوت دیتا ہوں اور لات وعزیٰ کے انکار کی۔علیؓ نے عرض کیا کہ ایسی بات ہے جو میں نے پہلے کبھی نہیں سنی۔میں اپنے والد ابوطالب سے مشورہ کئے بغیر قبول نہیں کرسکتا۔حضور ﷺ نے ناپسند فرمایا کہ یہ راز افشاء ہو۔جب تک اظہار کا حکم نہیں ہوتا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یا علی اگر تو اسلام قبول نہیں کرسکتا تو اس کو ظاہر نہ کر۔تو سیدنا علیؓ اس رات ٹھہر کر اگلی صبح حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد! کل آپ نے کیا فرمایا تھا؟(اللہ پاک نے علی کے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی) تو رحمت دو عالم ﷺ انہیں کلمہ شہادت تلقین فرمایا کہ آپ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ پاک وحدہ لاشریک ہیں اور لات وعزیٰ کسی چیز

اور عبادت کے لائق نہیں اور بتوں سے اظہار برأت کی تلقین کی۔ حضرت علیؓ نے ایسا کیا اور اسلام قبول کرلیا اور ابوطالب کے خوف سے ٹھہرے رہے۔ اپنے اسلام کو چھپائے رکھا اور کسی کے سامنے ظاہر نہ کیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا قبول اسلام

ابن اسحق فرماتے ہیں: رحمت عالم ﷺ کے دعوئ نبوت کے بعد حضرت ابوبکرؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قریش کہتے ہیں کہ آپ ہمارے خداؤں کو چھوڑ چکے اور ہمیں بے عقل قرار دیا ہے اور ہمارے آباؤ اجداد کو کافر کہتے ہیں۔ تو اس کے جواب میں سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا بے شک میں اللہ کا نبی و رسول ہوں۔ یعنی اللہ پاک نے مجھے تبلیغ رسالت کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور میں آپ کو حق و سچ کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں کہ اللہ وحدہ لاشریک ہیں۔ اللہ پاک کے سوا کسی کی عبادت کرنا جائز نہیں اور اہل طاعت کی اطاعت کی طرف بلاتا ہوں اور قرآن پاک کی چند آیات کی تلاوت کی۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے نہ انکار کیا نہ راہ فرار اختیار کی اور اسلام قبول کرلیا اور بتوں کی پوجا کا انکار کیا اور حق اسلام کا اقرار کیا اور تصدیق کرنے والے مومن کی حیثیت سے گھر واپس تشریف لے گئے۔

عبداللہ بن الحصین التمیمی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جس کسی کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے کوئی نہ کوئی عذر و تردد کا اظہار کیا۔ سوائے ابوبکر صدیقؓ کے کہ انہوں نے نہ کوئی تردد کیا اور نہ ہی کوئی عذر تراشا اور اول وہلہ میں قبول اسلام کا اعلان کیا۔

سنہرے موتی

مولانا صفدر حسین

☆ ...... انسان سمندر میں گرے تو بچ جاتا ہے لیکن آنسوؤں میں بھیگ جائے تو مرجاتا ہے۔

☆ ...... لہر جب بپھر کر ابھرتی ہے تو دوسری لہروں کو دباتی چلی جاتی ہے۔ لیکن پھر اسے خود بھی فنا ہوجانا پڑتا ہے۔

☆ ...... عداوت جھگڑے پیدا کرتی ہے۔ لیکن محبت سب خطاؤں کو ڈھانک لیتی ہے۔

☆ ...... وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جو اپنے ضمیر کے مطابق کام کرے۔

☆ ...... بغیر سوچے سمجھے بولنے والے کی اکثر باتیں تلوار سے بھی زیادہ گہرا زخم لگاتی ہیں۔

☆ ...... تحریر ایک خاموش آواز ہے اور قلم ہاتھ کی زبان ہے۔

☆ ...... ایک شریف انسان کی تعریف میں صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ وہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔

☆ ...... ہر شخص سچے دوست کی تلاش میں رہتا ہے۔ لیکن سچا دوست بننے کی تکلیف کوئی گوارا نہیں کرتا۔

☆ ...... محنت ہی وہ سونے کی کنجی ہے جو دولت کے دروازے کھول دیتی ہے۔

☆ ...... طالب علم کا حوصلہ ہمیشہ بلند رہنا چاہئے۔ خواہ وہ امیر ہو یا غریب۔

☆ ...... ہمارے سب سے میٹھے گیت وہی ہیں جو ہمارے درد کو بیان کرتے ہیں۔

حضور سرور کائنات ﷺ کے نواسوں کا قاتل؟

مولانا اللہ وسایا

دنیا یہ تو جانتی اور مانتی ہے کہ نواسہ رسول سیدنا حسینؓ، یزید پلید کے عہد اقتدار میں یزیدی فوجوں کے ہاتھ شہید ہوئے۔ لیکن یہ بہت کم لوگوں کو یاد ہوگا کہ رحمت عالم ﷺ کے دوسرے نواسے سیدنا حسنؓ کا قاتل بھی یزید پلید تھا۔ چنانچہ ذیل میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی مشہور عالم کتاب ’’بہشتی زیور‘‘ سے ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں: ’’جعدہ بنت اشعث یہ حضرت امام حسنؓ کی بیوی ہے۔ یہ ایسی ڈوبی کہ یزید جو حضرت امام حسنؓ کا دشمن تھا اس کے بہکانے سے اپنے ایسے پیارے مقبول خاوند کو زہر دیا۔ اس کمبخت (یزید) نے اس بدبخت عورت کو یہ چکما دیا تھا کہ تجھ سے نکاح کرلوں گا اور ایک لاکھ درہم دوں گا۔ جب زہر دیا گیا اس کی تیزی سے امام حسنؓ کی آنتیں اور کلیجہ کٹ کٹ کر دستوں کی راہ سے نکل گیا اور چالیس روز یہی تکلیف اٹھا کر انتقال فرمایا۔ اس وقت اس عورت نے یزید کو کہلا بھیجا کہ اب وعدہ پورا کرو۔ اس نے صاف جواب دے دیا کہ میں تجھ کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ غرض بدنصیب کو گناہ کا گناہ ہوا اور دنیا کی مراد بھی پوری نہ ہوئی۔‘‘ (بہشتی زیور حصہ ہشتم ضمیمہ ثانیہ ص۸۲)

حضرت تھانویؒ نے حوالہ بالا میں بڑی صراحت کے ساتھ حضرت سیدنا حسنؓ کی شہادت کو یزید بدنصیب کے ملعون اور سازشی دماغ کی سازش قرار دیا ہے۔ جس کے باعث سیدنا حسنؓ کو شہید کیا گیا۔ کتنے ہی قابل ترس ہیں وہ لوگ جو یزید کی تعریف میں امیر یزید، امیر المومنین، خلیفہ اور پتا نہیں کیا کیا کہہ کر نہ صرف اپنی قبر کالی کرتے ہیں بلکہ رحمت عالم ﷺ کا قلب مبارک بھی دکھاتے ہیں۔

حالانکہ یزید وہ بدنصیب ہے جس پر رحمت عالم ﷺ کے دونوں نواسوں، جنت کے شہزادوں، سیدہ زہرہؓ کے جگر گوشوں، سیدنا علی المرتضیٰؓ شیر خدا کے دل کے ٹکڑوں، سیدنا حسنؓ سیدنا حسینؓ کو شہید کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ یزید کے حامی سوچیں کہ ہمارے اکابر کی یزید بے نصیب رسوائے زمانہ کے بارہ میں کیا رائے گرامی تھی۔ حضرت نانوتویؒ سے لے کر حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تک تمام بزرگوں نے یزید پر نفرین کی ہے۔ تفصیل کی گنجائش نہیں۔ ذیل میں ایک حوالہ مجموعہ کلام حضرت امیر شریعتؒ سے ملاحظہ ہو:

ہر کہ بد گفت خواجۂ مارا　　ہست او بے گمان یزید پلید

(سواطع الالہام ص۱۰۳)

(ترجمہ: وہ شخص جو ہمارے خواجہ (حضرت خواجہ غلام فریدؒ) کو برا کہے وہ یقینی طور پر ’’یزید پلید‘‘ ہے)

روایت تلاتقولو لا نبی بعدی کی تحقیق

قسط نمبر:2

مولانا نارضوان عزیز

متواتر کا حکم

تمام محدثین کا فیصلہ ہے کہ "ولـلمتواتر یجب العمل به من غیر بحث عن رجاله" (تدریب الراوی ج ا ص ۲۰ ے توضیح الافکار) متواتر پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے اس کے رواۃ ورجال پر بحث کیے بغیر۔ اس لئے عقیدہ ختم نبوت متواتر احادیث سے ثابت ہونے کی وجہ سے واجب العمل ہے اس کے رجال پر تنقید وتبصرہ کی گنجائش نہیں ہے۔

مرزائیوں کی مرض اور اس کا علاج

جیسا کہ شروع میں عرض کیا گیا تھا کہ جن کے دل مریض ہوتے ہیں وہ ہمیشہ متشابہ کی پیروی کرتے ہیں چونکہ لغط بجی اور بد دماغی کا تاریخ انسان میں کوئی صحیح مصرف ہے تو امت مرزائیہ ہے۔ اس لئے ان محکم ومبرہن دلائل کے برعکس مرزائی حضرات حضرت عائشہ صدیقہؓ کا مبہم قول پیش کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا تھا کہ "قولو خاتم النبیین ولا تقولو لا نبی بعدہ" آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہو مگر یہ بات نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس فرمان عائشہؓ کا کیا مطلب ہے؟ حضرت عائشہؓ نے کس پیرایہ میں یہ بات کی ہے اس سے قطع نظر مرزائی امت نے دیانت کا خون کرتے ہوئے حقائق کو مسخ کر دیا بلکہ ان اصولوں کو بھی پامال کر دیا جن کی کسی مہذب انسان سے توقع کی جاسکتی ہے۔ آیئے پہلے ہم حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب فرمان اقدس کو علم روایت و درایت کی کسوٹی پر پرکھیں پھر دیکھیں کہ مرزائی اپنے غلط مذہب کو بچانے کے لئے کیسے سہارے ڈھونڈتے ہیں۔

مصنف ابن ابی شیبہ اور تفسیر ابن کثیر میں حضرت عائشہؓ مندرجہ ذیل فرمان جس کو بنیاد بنا کر مرزائی حضرات اپنی آخرت برباد کر رہے ہیں اور دوسرے مضبوط دلائل سے طوطا چشمی کا مظاہرہ کرتے ہیں "حدثنا حسین بن محمد قال حدثنا جریر بن حازم عن عائشةؓ: قالت قولوا خاتم النبیین لانبی بعدہ" (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۲۶۰۷۲)

تفسیر درمنثور میں ابن شیبہ کے حوالے سے مذکور یہ فرمان عائشہؓ امت مرزائیہ کے لئے ان کی خودساختہ نبوت کی دلیل بن گیا اور مرزا کی حضرات صحیح صریح واضح آیات بینات کتاب اللہ، سنت رسول اللہ وحی کے مقابلہ میں اس اثر صحابی کو سینے سے لگائے بیٹھے ہیں اور قرآن پاک کی اس آیت کا مصداق بن چکے ہیں "افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض" کہ اپنے پسند کی بعض آیات پر تو ایمان لاتے ہیں اور جو آیات ان کی طبعیت کے خلاف ہو اس کی طرف توجہ بھی نہیں بن سکتی۔

۱...... مندرجہ بالا حدیث عائشہؓ خبر واحد ہے اور اس خبر واحد کی بنیاد پر ایسے عقیدے کا خلاف جائز نہیں جو عقیدے کے باب میں درکار قطعی ادلہ یعنی ادلہ ثلاثہ قرآن اجماع اور تواتر سے ثابت ہو عقیدہ ختم نبوت قطعی ہے اور مندرجہ ذیل حدیث مفید ظن ہے اس سے قطعیت کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔

۲...... درمنثور میں یہ حدیث بلا سند نقل کی گئی ہے اور مصنف ابن ابی شیبہ کے بعض نسخوں میں جو اس کی سند مذکور ہے وہ منقطع ہے اس لئے کہ جریر بن حازم کا حضرت عائشہؓ سے سماع اور لقاء تو دور کی بات معاصرت بھی ثابت نہیں اس لیے کہ جریر بن حازم تو پیدا ہی حضرت عائشہؓ کی وفات کے بعد ہوئے ہیں۔ جریر بن حازم بن زید بن عبداللہ الازدی ۹۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۰ھ میں فوت ہوئے۔ ثقہ ہیں لیکن آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ (تہذیب التہذیب ابن حجر ج۱ ص۵۴۴، تہذیب الکمال ج۴ ص۵۲۴، الکاشف ج۱ ص۱۸۱، الجرح و التعدیل ج۱ ص۱۳۶، تاریخ البخاری الکبیر ج۲ ص۲۱۳، خلاصہ تہذیب الکمال ج۱ ص۱۶۲) یعنی جریر بن حازم پیدا ہو رہا ہے ۹۰ھ کے قریب اور حضرت عائشہؓ فوت ہوئی ۵۷ھ میں۔ (تقریب التہذیب ص۷۶۹)

اب فیصلہ اصحاب دانش کرلیں کے ایسا شخص جو حضرت عائشہؓ کی وفات کے کم و بیش ۳۳ سال بعد پیدا ہو وہ روایت کیسے کرسکتا ہے؟ لہٰذا یہ روایت اتصال سند کے نہ ہونے کی وجہ منقطع ٹھہری اور منقطع حدیث ضعیف کی قسم ہے جس کا حکم آگے آرہا ہے۔

۳...... مصنف ابن ابی شیبہ کے قدیم نسخوں میں تو جریر بن حازم اور حضرت عائشہؓ کے درمیان کوئی راوی نہ تھا مگر اب سعودیہ سے شائع ہونے والی مصنف ابن ابی شیبہ میں جریر کے بعد محمد نامی راوی کو دریافت کیا گیا ہے جس سے محمد بن سیرین مراد ہیں جو کہ تیسرے طبقہ کے وسطی تابعین میں سے ہیں۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ کا زمانہ پایا ہے۔ جس سے بظاہر اتصال سند کا اشتباہ ہوتا ہے مگر "بسا آرزو کہ خاک شد" ۔ محمد بن سرین بھی باوجود معاصرت کے حضرت عائشہؓ سے نہ تو سماع کا شرف حاصل کر سکے اور نہ ملاقات کا۔ اس لئے یہ حدیث بھی اصول حدیث کی روشنی میں منقطع ٹھہری اس لیے اس مجروح روایت سے مرزا کی لولی لنگڑی نبوت کو بیساکھی فراہم کرنے کی کوشش بے سود ہے۔

حدیث منقطع کا حکم

عبدالرحمان بن یحییٰ المعلمی اپنی کتاب "انوار الکاشفہ" میں ارشاد فرماتے ہیں: "فالخبر المنقطع غیر صحیح" (منقطع حدیث صحیح نہیں ہوتی۔) حکمه انه من اقسام الضعیف (التقریرات السنیہ شرح المنظومۃ البیقونیہ فی مصطلح الحدیث ج۱ ص۶۸) حکمه انه من اقسام الضعیف (الدر النقیہ شرح منظومۃ البیقونیہ ج۱ ص۹) والاصل فی المنقطع انه حدیث ضعیف (شرح الموقظۃ السلیمان بن ناصر العلوان ج۲ ص۷۳) اصل میں حدیث منقطع حدیث ضعیف ہی ہوتی ہے۔ لہٰذا اس حدیث میں بھی بوجہ انقطاع مرزائیت لے لئے کوئی فائدہ نہ رہا۔

محمد ابن سیرین کے عدم سماع کا ثبوت

امام محمد عبدالرحمان بن ابی حاتم محمد بن ادریس الرازی فرماتے ہیں:''ابن سیرین لم یسمع من عائشة شئاء'' (المراسیل لابن ابی حاتم الرازی ج۱ص۲۳)''ابن سیرین لم یسمع من عائشة شئاء'' (التجذ یب التجذ یب لابن حجر ج۸ص۱۵۶)(ابن سیرین نے حضرت عائشہؓ سے کچھ بھی نہیں سنا)۔

اب تو مسئلہ ہی صاف ہوگیا کہ جریر بن حازم کے بعد محمد بن سیرین کی دریافت بھی چنداں مفید نہ ہوئی اور حدیث بدستور منقطع رہی اور منقطع کا ضعیف ہونا تو پہلے بیان کیا جاچکا ہے اور ضعیف حدیث سے تو احکام شرع ثابت نہیں ہوتے چہ جائیکہ ختم نبوت جیسا اہم اور منصوص عقیدہ کی تردید اس ضعیف حدیث سے کی جائے۔

۴...... جب حدیث مرفوع اور حدیث موقوف میں تعارض واقع ہو جائے تو ترجیح حدیث مرفوع کو ہوتی ہے اس لیے کہ مرفوع کلام رسول کو کہتے ہیں اور موقوف کلام صحابی کو۔تو جس طرح پیغمبرﷺ کو اپنے صحابہؓ پر فضیلت اور ترجیح حاصل ہے ایسے ہی حدیث مرفوع کو حدیث موقوف پر فضیلت اور ترجیح ہے۔اور آپﷺ کے بے شمار صحیح صریح مرفوع احادیث لانبی بعدی کا بیانگ دہل اعلان کررہی ہیں۔مثلاً صحیح بخاری میں آپﷺ کا فرمان ذیشان مذکور ہے۔''عن ابی ہریرةؓ عنہ عن النبیﷺ قال: کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی و انہ لانبی بعدی'' (بخاری ج۱ص۴۹۱)(حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ بنو اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء کیا کرتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہوتا تو اس کا نائب دوسرا نبی آجاتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا)۔اس طرح اور بھی بے شمار احادیث ہیں جن کو علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' میں ذکر کیا ہے۔تفصیل کے لئے وہاں ملاحظہ فرمالی جائیں۔پس خلاصہ کلام یہ ہوا کہ مرفوع اور موقوف کے تعارض کی صورت میں ترجیح مرفوع کو ہوتی ہے اور بالخصوص اس وقت کہ جب وہ موقوف منقطع یعنی ضعیف بھی ہو تو قطعاً قابل استدلال نہیں رہتا۔حدیث صحیح صریح مرفوع کے مقابلہ میں حدیث موقوف منقطع غیر صریح کب مسموع ہوسکتی ہے۔

۵...... جب حدیث ایک جگہ پر مبہم ہو اور دوسری جگہ پر مفسر ہو تو مبہم پر مفسر کو ترجیح ہوگی اور اس کے ابہام کو مفسر کی مدد سے دور کیا جائے گا۔زیر بحث حدیث عائشہؓ اس مطلب کے بیان کرنے میں مبہم ہے کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰؑ ہیں جنہوں نے قرب قیامت میں دوبارہ تشریف لانا ہے یا کسی نئے نبی کی آمد کی اطلاع ہے۔لہٰذا اس حدیث کو اصول محدثین کی روشنی میں پرکھ کر اس کا ابہام دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ محدثین کا اصول ہے: ''المفسر یقضی علی المبھم'' بخاری حدیث نمبر ۱٤۳۸، جامع الاصول فی احادیث الرسول للجزری ج٤ ص ۵۸۷، نصب الرایہ لاحادیث الھدایہ للزیلعی ض ۲ ص ۳۸۵، مسند الصحابہ ج۱۳ ص ۲۷۳ (مفسر کے ساتھ مبہم کا فیصلہ کیا جائے گا)۔

تفسیر درمنثور میں ابن ابی شیبہ کے حوالے سے موجود قول عائشہؓ اس طرح ہے:عن عائشةؓ قالت: قولوا خاتم النبیین و لاتقولوا لانبی بعدی وفی روایة محمد عن عائشةؓ ھکذا......'' (تفسیر درمنثور)اس حدیث

میں محمد بن سیرین حضرت عائشہؓ سے نقل کر رہے ہیں کہ خاتم النبیین کہو یہ نہ کہو ''ولا نبی بعدہ'' کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔اس حدیث مبارکہ میں ''لا نبی بعدہ'' کی تعیین نہ ہونے کی وجہ سے یہ حدیث مبہم ہے اب اس کی تعیین دوسری جگہ پر حضرت عائشہؓ نے خود فرمادی ہے۔ **عن عائشۃؓ قالت لاتقولوا لانبی بعدہ و قولوا خاتم النبیین فانہ ینزل عیسیٰ ابن مریم حکماً عدلاً و اماما مقسطاً فیقتل الدجال و یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و تضع الجزیہ و تضع الحرب اوزارھا''** (تفسیر یحییٰ بن سلام رقم الحدیث ۵۲۱، تفسیر روح البیان حقی ج۸ ص۱۶۴)

(حضرت محمد بن سیرین حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ مت کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بلکہ یہ کہو آپ خاتم النبیین ہیں اس لئے کہ عیسیٰ نازل ہوں گے۔ عادل، حاکم اور انصاف والے امام بن کر وہ دجال اور خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب توڑ دیں گے جزیہ ختم ہو جائے گا اور جنگیں دم توڑ دیں گی)۔اس حدیث مبارکہ نے صراحت کردی کہ حضرت عائشہؓ کا قطعاً وہ مقصد نہیں ہے جو امت مرزائی کے شعبدہ باز زبردستی اس سے نکالنا چاہتے ہیں بلکہ اس حدیث میں تو حضرت عیسیٰ کی آمد کی خبر دی گئی ہے نہ کہ اجرائے نبوت کا قانون بیان کیا گیا ہے لہٰذا اصول محدثین کی روشنی سے مبہم کی تعیین مفسر سے ہوگئی اور عقیدہ ختم نبوت خوب نکھر کر سامنے آ گیا۔

۶...... حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا وہ اثر جو امام سیوطیؒ تفسیر درمنثور میں قول عائشہؓ کے بعد لائے ہیں جس میں قول عائشہؓ کے اجمال کی تفصیل ہے مرزائی حضرات اسے بیان نہیں کرتے اس لئے کہ اس طرح تو ان کے تیار کردہ شاہی قلعے ہوائی قلعے ثابت ہوں گے۔حضرت مغیرہ بن شعبہ ارشاد فرماتے ہیں: **''حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء، فانا کنا نحدث ان عیسیٰؑ خارج فان ھو خرج کان قبلہ و بعدہ''** (مصنف ابن ابی شیبہ باب من کرہ ان یقول لا نبی بعد نبی حدیث نمبر ۲۲۰، معجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث ۹۹۴، مجمع الزوائد رقم الحدیث ۱۲۷۹۱) حضرت مغیرہ ابن شعبہؓ کے سامنے جب کسی آدمی نے کہا لا نبی بعدہ تو انہوں نے فرمایا خاتم الانبیاء یعنی نبیوں میں سے آخری نبی کہنا ہی کافی ہے اس لئے کہ عیسیٰ کا ''لا نبی بعدی'' سے استثناء ہے۔وہ پہلے بھی تھے اور بعد میں بھی آئیں گے (یعنی کسی نبوت جدیدہ کے ساتھ نہیں آئیں گے بلکہ سابقہ نبوت کے ساتھ ہی آئیں گے جو ختم نبوت کے منافی نہیں ہے)۔ لہٰذا حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے بھی قول عائشہ کے ابہام کی تفسیر فرمادی۔ الحمدللہ!

نسخہ جوہر زیتون
لعنت اللہ علی الکاذبین ترجمہ: جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت
قیمت 1500/- روپے
فوائد جوہر زیتون
0308-7575888
0345-2366562
دار الخدمت شعبہ طب نبوی
قائم شدہ 1950ء
جوہر زیتون

قائداعظم کا پاکستان

آخری قسط

شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق مدظلہ

پاکستان بننے کے بعد کی تقاریر

پہلی تقریر:......قیام پاکستان کے چھ ماہ بعد ایک تقریر میں فرماتے ہیں: اس اسکیم کو پیش کرتے ہوئے جو اصول میرے دل میں جاگزیں تھا۔ وہ مسلم ڈیموکریسی کا اصول تھا۔ یہ میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اس ذات اقدس ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے اتباع میں مضمر ہے جس نے ہمیں قانون خداوندی عطاء فرمایا ہے۔ آیئے! ہم اپنی جمہوریت کی بنیاد سچے اسلامی اصولوں پر رکھیں۔ ہمارے خدا نے ہمیں سکھایا ہے کہ ہماری مملکت کے معاملات باہمی مشاورت سے طے پائیں۔ (سبی دربار ۱۴ فروری ۱۹۴۸ء)

دوسری تقریر:......پاکستان کا قیام جس کے لئے ہم گزشتہ دس سال سے مسلسل کوشش کر رہے تھے۔ اب خدا کے فضل سے ایک حقیقت بن کر سامنے آچکا ہے۔ لیکن ہمارے لئے ایک آزاد مملکت کا قیام مقصود بالذات نہیں تھا۔ بلکہ ایک عظیم مقصد کے حصول کا ذریعہ تھا۔ ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہمیں ایک ایسی مملکت مل جائے جس میں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں اور سانس لے سکیں اور جس میں ہم اپنی روشنی اور ثقافت کے مطابق نشوونما پاسکیں اور جہاں اسلام کے عدل عمرانی کے اصول آزادانہ طور پر روبہ عمل لائے جاسکیں۔ (خالق دینا ہال کراچی میں خطاب ۱۱ راکتوبر ۱۹۴۷ء)

تیسری تقریر:......۳۰ راکتوبر ۱۹۴۷ء کو آسٹریلیا کے ایک نامہ نگار کو انٹرویو دیتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا کہ: پاکستان دنیا کے لاتعداد ممالک سے بھرے ہوئے نقشے پر ایک نام کا اضافہ نہیں بلکہ یہ حقیقت ہے کہ پاکستان اسلامی ممالک کی طویل صف میں ایک نہایت ضروری اضافہ ہے۔ آسٹریلیا کے پیغامات اور مراسلات بحیرہ روم اور یورپ تک اسلامی دنیا سے گزر کر ہی پہنچ سکتے ہیں۔ پاکستان قدرتی طور پر اسلامی ممالک سے بہتر قریبی تعلق رکھتا ہے۔

چوتھی تقریر:......۲۳ دسمبر ۱۹۴۷ء کو ایک عرب ملک کے سفیر کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا کہ: اسلام ہماری زندگی اور ہمارے وجود کا بنیادی سرچشمہ ہے۔ اسلام نے ثقافتی، تہذیبی ماضی اور ہماری گذشتہ روایات کو اتنا وابستہ، گہرا اور قریب کر رکھا ہے کہ اس امر میں کسی کو شبہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم عربوں اور ان کے مسائل اور مقاصد کو مکمل کرنے کی ہمدردی رکھتے ہیں۔

پانچویں تقریر:......(اسلامیہ کالج پشاور ۱۳ رجنوری ۱۹۴۸ء) فرمایا: ''ہم نے پاکستان کا مطالبہ کیا ایک زمین کا ٹکڑا لینے کے لیے نہیں کیا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جہاں ہم اسلامی اصولوں کو آزما سکیں۔'' قائد اعظم اس حقیقت کا ادراک رکھتے تھے کہ اسلام صرف مسلمانوں کی نجی زندگی کا راہنما نہیں۔ بلکہ ان کی اجتماعی حیات کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی پہلو کو بھی اسلامی قوانین اور تعلیمات کے مطابق استوار کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔

چھٹی تقریر:......۲۵ جنوری ۱۹۴۸ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اسلامی

اصول آج بھی ہماری زندگی کے لیے اس طرح قابل عمل ہیں جس طرح ۱۳۰۰ سو سال پہلے قابل عمل تھے۔ میں نہیں سمجھ سکا لوگوں کا ایک گروہ جان بوجھ کر یہ بات پھیلانا چاہتا ہے کہ پاکستان کا آئین شریعت کی بنیاد پر مدوّن نہیں کیا جائے گا۔ میں ایسے لوگوں کو جو بدقسمتی سے گمراہ ہو چکے ہیں۔ یہ صاف صاف بتا دینا چاہتا ہوں کہ صرف مسلمانوں کو بلکہ یہاں غیر مسلموں کو بھی کوئی خوف نہیں ہونا چاہیے۔ ہر شخص سے انصاف، رواداری اور مساوی برتاؤ اسلام کا بنیادی اصول ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی انتہائی سادہ تھی۔ آپ ﷺ نے جس چیز میں ہاتھ ڈالا۔ کامیابی نے آپ ﷺ کے قدم چومے۔ تجارت سے لے کر حکمرانی تک کے ہر شعبہ میں آپ ﷺ کامیاب رہے۔ رسالت مآب ﷺ پوری دنیا کی عظیم ہستی تھے۔ ۱۳۰۰ سال پہلے ہی اسلامی جمہوریت کی بنیاد رکھ دی تھی۔

۱۴ فروری ۱۹۴۸ء کو شاہی دربار سبی (بلوچستان) میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا ایمان ہے کہ ہماری نجات اسوۂ حسنہ پر چلنے میں ہے جو پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمارے لئے بنایا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی جمہوریت کی بنیادیں صحیح معنوں میں اسلامی اصولوں اور اسلامی تصورات پر رکھیں۔

ساتویں تقریر: ...... ۲۱ فروری ۱۹۴۸ء میں انہوں نے اسلامی جمہوریت، اسلامی معاشرتی عدل و انصاف کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اب آپ کو اپنے وطن کی سرزمین میں اسلامی جمہوریت، اسلامی معاشرتی عدل وانصاف اور مساوات انسانی کے اصول پر پاسبانی کرنی ہے۔ آپ کو ان کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

آٹھویں تقریر: ...... بانی پاکستان نے پاکستان بننے کے بعد فرمایا: یہ ملک احکم الحاکمین کی طرف سے بطور انعام عطا ہوا۔ کسی قوم پر اس سے بڑھ کر خدا کا انعام کیا ہو سکتا ہے؟ یہی وہ خلافت ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے کیا تھا کہ اگر تیری امت نے صراط مستقیم کو اپنے لئے منتخب کیا تو ہم اس کو زمین کی بادشاہت دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے اس انعام عظیم کی حفاظت پاکستان کے ہر مرد و زن، بچے، بوڑھے اور نوجوان پر فرض ہے۔

نویں تقریر: ...... ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو قائداعظم نے فرمایا: میری آرزو ہے کہ پاکستان صحیح معنوں میں ایک ایسی مملکت بن جائے۔ جہاں ایک بار پھر دنیا کے سامنے فاروق اعظمؓ کے سنہری دور کی تصویر عملی طور پر کھنچ جائے۔ خدا میری اس آرزو کو پورا کرے۔

دسویں تقریر: ...... ۲۱ مارچ ۱۹۴۸ء کو قائداعظم نے واضح طور پر فرمایا: پاکستان کسی ایک طبقے کی لوٹ کھسوٹ اور اجارہ داری کے لئے نہیں بنا۔ پاکستان میں رہنے والے ہر شخص کو ترقی کے برابر مواقع ملیں گے۔ پاکستان امیروں، جاگیرداروں اور نوابوں کی لوٹ کھسوٹ کے لئے نہیں بنایا گیا۔ پاکستان غریبوں کی قربانیوں سے بنا ہے۔ پاکستان غریبوں کا ملک ہے۔ اس پر غریبوں کو حکومت کا حق ہے۔ پاکستان میں رہنے والے ہر شخص کا معیار زندگی اتنا بلند کیا جائے کہ غریبوں اور امیروں میں تفاوت باقی نہ رہے۔ پاکستان کا اقتصادی نظام اس کے غیر فانی اصولوں پر ترتیب دیا جائے گا۔ ان اصولوں پر جنہوں نے غلاموں کو تاج و تخت کا مالک بنا دیا۔ انہوں نے تخت لب ولہجہ میں فرمایا کہ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ زمینداروں اور سرمایہ داروں کو متنبہ کر دوں کہ اس طبقہ کی خوشحالی کی قیمت غریبوں نے ادا کی ہے۔ ان کی خوشی کا سہرا جس نظام کے سر ہے۔ وہ انتہائی ظالمانہ شرانگیز ہے۔ اس نے

اپنے پروردہ عناصر کو اس حد تک خود غرض بنادیا ہے کہ انہیں دلیل سے قائل نہیں کیا جاسکتا۔ اپنی مقصد برآوری کے پروردہ عناصر کو اس قدر خود غرض بنادیا ہے کہ عوام کا استحصال کرنے کی خوئے بد اِن کے خون میں رچ گئی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام مغرب کی تباہی کا سبب بن رہا ہے۔ قائداعظم نے اقتصادی ماہرین کو اس نظام کو اختیار کرنے سے روکا اور اسلامی معاشی نظام اپنانے کی تلقین کی۔

گیارھویں تقریر:...... ۱۵جولائی ۱۹۴۸ء کو اسٹیٹ بنک پاکستان کے افتتاح کے موقع پر فرمایا کہ میں اشتیاق اور دلچسپی سے معلوم کرتا رہوں گا کہ آپ کی مجلس تحقیق بینکاری کے طریقے کیونکر وضع کرتی ہے۔ جو معاشرتی، اقتصادی زندگی کے اسلامی تصورات کے مطابق ہو۔ مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لئے لاینحل مسائل پیدا کردیئے۔ اکثر لوگوں کی رائے ہے مغرب کو اس تباہی سے کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے جو مغرب کی وجہ سے دنیا کے سر پر منڈلا رہی ہے۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایک مثالی، معاشی نظام قائم کرنا ہے۔ جو انسانی مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی تصورات پر قائم ہو۔

بارھویں تقریر:...... ۲۸راگست ۱۹۴۸ء قیام پاکستان کے اگلے سال عید کے موقعہ پر آپ نے عالم اسلام کو عید کا پیغام ان الفاظ میں دیا: تمام اسلامی حکومتوں کو عید مبارک ہو۔ میرا عید کا پیغام سوائے دوستی اور بھائی چارگی کے کیا ہوسکتا ہے؟ ہم سب یکساں طور پر ایک کٹھن دور سے گزر رہے ہیں۔ سیاسی آزادی کا ڈرامہ جو فلسطین، انڈونیشیا اور کشمیر میں کھیلا جارہا ہے وہ ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے۔ ہم اپنے اسلامی اتحاد ہی کے ذریعے دنیا کے مشورہ خانوں میں اپنی آواز کی قوت محسوس کرسکتے ہیں۔

پاکستان کی پہلی سالگرہ

۱۴راگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کی پہلی سالگرہ کے موقعہ پر فرمایا کہ: یاد رکھئے کہ پاکستان کا قیام ایک ایسا واقعہ ہے جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں۔ یہ دنیا کی سب سے بڑی سلطنت ہے۔ اگر ہم دیانت داری سے، تن دہی سے اور بے غرضی کیساتھ کام کریں تو یہ سال بہ سال شاندار ترقی کرتی رہے گی۔ مجھے عوام پر کامل بھروسہ اور یقین ہے کہ ہر موقع پر وہ اسلام کی تاریخ، شان وشوکت اور روایات کے مطابق عمل پیرا ہوں گے۔

قائداعظم کے ایک معتمد ساتھی نواب بہادر یار جنگ کا ایمان افروز خطاب

دسمبر ۱۹۴۳ء قائداعظم کی موجودگی میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقدہ کراچی میں کیا۔ اس خطاب میں پاکستان کے اساسی نظریہ، پاکستان کے نظام تعلیم، اقتصادیات اور آئین ودستور کا قرآن وسنت کے تابع ہونے کا واشگاف، واضح الفاظ میں ذکر کیا گیا۔ یہ بات واضح، صاف لفظوں میں ظاہر کی گئی کہ مکروفریب کی سیاست کا سیکولر سیاست کے بانیان کا دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ یہ خطاب ایک طرف سیکولر سازشی گروہ کے روزافزوں پروپیگنڈے کا مؤثر جواب ہے تو دوسری طرف مسلم لیگی حکومت کو نفاذ اسلام کی بنیادی یاددہانی کراتا ہے جس کے لیے یہ ملک حاصل کیا گیا۔ نیز اس خطاب سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ پاک سرزمین کو سیکولرزم اور مکروفریب کی

آلائشوں سے نپٹنے کی ضرورت ہے۔ جس کا واحد راستہ کتاب کی پیروی اور سنت کا اتباع ہے۔

برادران اسلام! ملک کی مسلم لیگ کا اجلاس ہو چکا ہے۔ حسب روایت قدیم میں آپ کو مخاطب کرنے کھڑا ہوں۔ اس اجلاس کو مسلم لیگ کی زندگی کا نیا باب تصور کرتا ہوں۔ اس کی منظور کردہ قراردادیں چھ میں سے تین میرے نزدیک زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ ۱...... کونسل آف کمیشن کی قرارداد۔ ۲...... پنج سالہ پروگرام بنانے والی کمیٹی کی قرارداد۔ ۳...... الیکشن کے مطالبہ کی قرارداد۔

حضرات! پاکستان حاصل کرنا اتنا مشکل نہیں تھا۔ پاکستان کو پاکستان بنا کر قائم رکھنا مشکل ہے۔ آپ کے قائد نے ایک سے زیادہ مرتبہ اعادہ فرمایا ہے کہ مسلمان اپنی حکومتوں میں کسی دستور، قانون کو خود مرتب کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ دستور مرتب متعین ان کے ہاتھ میں موجود ہے۔ وہ قرآن پاک ہے۔ کتنی صحیح نظر، کتنے صحیح فیصلے ہیں۔ اس حقیقت سے کون انکار کرسکتا ہے کہ پاکستان اس لیے نہیں چاہتے کہ مسلمانوں کے لیے ایک ایسی جگہ حاصل کریں جہاں شیطان کا آلہ کار بن کر اس پٹی پر عمل کریں جس پر آج ساری دنیا کاربند ہے۔ ہمارے پاکستان کا اگر یہی مقصد ہے تو کم از کم میں ایسے پاکستان کا حامی نہیں ہوں۔ اس امر کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ہم پاکستان اس لیے چاہتے ہیں کہ یہاں قرآنی نظام حکومت ہو۔ یہ ایک انقلاب ہوگا۔ یہ ایک نشأۃ ثانیہ ہوگی۔ یہ حیات نو ہوگی۔ اس میں خوابیدہ تصورات اسلامی جاگیں گے۔ حیات اسلامی ایک مرتبہ پھر کروٹ لے گی۔ پلاننگ کمیٹی آپ کے لیے جو دستوری سیاسی نظام مرتب کرے گی۔ اس کی بنیاد اگر کتاب وسنت پر نہیں تو وہ شیطانی سیاست ہے۔ ہم ایسی سیاست سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

برادران عزیز! اس پلاننگ کمیٹی کا مقصد ہے کہ مسلمانان ہند کو عموماً اور مسلمانان پاکستان کو خصوصاً پاکستان میں رہنے کے قابل بنائے اور پاکستان کے لیے اسلامی نقطۂ نظر سے معاشرتی، تعلیمی، معاشی، سیاسی نظام عمل مرتب کرے۔ دنیا جانتی ہے کہ دنیا کا کوئی عمل انقلاب عملی صورت اختیار نہیں کرسکتا جب تک پہلے ذہنی حیثیت سے مکمل نہ ہو جائے۔ تاریخ عالم گواہی دیتی ہے کہ ہر انقلاب کو عملی صورت اختیار کرنے سے پہلے ذہنی انقلاب سے گزرنا ہوتا ہے۔ تاریخ انقلاب میں صرف محمدی انقلاب ایک ایسا انقلاب تھا جس نے ۳۰ برس کی قلیل مدت میں دونوں منزلوں کو طے کرلیا۔

ذہنی انقلاب کے پیدا کرنے کی ایک صورت تو اجتماعات ہیں اور محفلیں ہیں۔ لیکن انقلاب کو وجود میں لانے کا مستقلاً اور بنیادی ذریعہ صحیح اور موثر تعلیمی نظام کی ترویج ہے۔ ہندوستان کی سب سے بڑی بدبختی یہی تھی کہ یہاں کا تعلیمی نظام اس قوم نے مرتب کیا جو نہ صرف ہندوستان کی سرزمین پر قابض ہونا چاہتی تھی۔ بلکہ اس کے معاشی ذرائع پر بھی قابض ہونا چاہتی تھی۔ بلکہ اس کے آس پاس کے ذہن وفکر پر بھی اپنا قبضہ جمانا چاہتی تھی۔ اس مقصد کے لیے اس نے ہماری تاریخ کو اس انداز میں ہمارے سامنے پیش کیا جس نے ہم میں خود فراموشی کو بڑھایا اور خود اعتمادی کو گھٹایا۔ جس نے ہماری مشرقی خصوصیات کو فنا کردیا اور ہمیں مغربی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔

ضرورت ہے مستقبل کے لائحہ عمل میں سب سے پہلا مقام تعلیم کو دیا جائے۔ ایسا تعلیمی نظام جس کی بنیاد

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر ہو۔ جس تعلیمی نظام سے گزرنے کے بعد بچہ اسلامی نظام میں نشو ونما پائے۔ تاکہ اپنی عملی زندگی میں ملت اسلامیہ کی صحیح خدمت سرانجام دے۔ میں اعلیٰ تعلیم کے مقابلے میں ابتدائی تعلیم کو زیادہ اہمیت دیتا ہوں۔ ابتدائی تعلیم بنیاد ہے جس کی مضبوطی پر عمارت کے استحکام کا انحصار ہے۔ یاد رکھو! قوم کی بدعملی صرف اخلاقی پستی ہی پیدا نہیں کرتی۔ بلکہ اس قوم کی سیاسی غلامی اس کا سب سے بڑا سبب ہے۔

میرے عزیزو! دوسرا اہم مسئلہ جو اس کمیٹی کے دائرہ کار میں ہے وہ ”آپ کا معاشی نظام“ ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ دنیا کی موجودہ کشمکش سراسر معاشی ہے۔ جو لڑائی اس وقت لڑی جارہی ہے۔ اس کے اسباب پر اگر گہری نظر ڈالی جائے تو معاش اور صرف معاش ہی اس کی تہہ میں کارفرما ہے۔

اسلام کا معاشی نظام

اسلام کا آفتاب اس وقت طلوع ہوا جب ایک طرف دنیا میں سیم وزر کے فلک بوس پہاڑ تھے۔ دوسری طرف بھوک وافلاس کے عمیق غار تھے۔ نام نہاد پیشواؤں نے مذہب کو آلہ کار بنا کر بنی نوع انسانی کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ خودساختہ اصولوں کے تحت اعلیٰ اور ادنیٰ کے درمیان امتیاز پیدا کردیا، شہنشاہیت اور سرمایہ داری کا دوردورہ تھا۔ حضرت محمد ﷺ نے ”لا الہ الا اللہ“ کہہ کر:

۱...... ہلال حق سے باطل کی ساری عمارتوں کو مسمار کردیا، انسانیت کی سطح ایک کردی۔

۲...... امتناع سود سے سرمایہ داری کی جڑ کاٹ دی۔

۳...... وراثت کے قانون سے دولت جمع ہونے کے راستے روک دیے۔

۴...... زکوٰۃ نے اس دولت کو جو کسی نہ کسی طرح ان موانع کی موجودگی میں جمع ہوجاتی تھی، تقسیم کردیا۔

۵...... ارتکاز دولت اور ذخیرہ اندوزی کا خاتمہ کردیا۔

۶...... جمع مال کی مذمت اور انفاق فی سبیل اللہ کی تلقین کے ذریعے مدینہ منورہ کو (عہد رسالت کے آخری ایام میں) مسکین کے وجود سے خالی کردیا۔

۷...... الارض للہ کا قرآنی پیغام سنا کر نبی امین ﷺ نے زمین کی ملکیت کو خدا اور اس کے خلیفہ یعنی اسلامی ریاست کے لیے مشترک قرار دیا کسی فرد واحد کو یہ حق نہ رہا کہ ان کے ذریعے دولت کے ڈھیر جمع کرلے۔

۸...... نہر دریا اور معدنیات سب ریاست اسلامیہ کی مشترکہ قرار دے کر غریب کو حصہ دار بنایا۔

کیا اس معاشی نظام کی موجودگی میں کسی اور معاشی نظام کی طرف نگاہ دیکھنے کی ضرورت ہے؟

برادران ملت! یاد رکھیے پلاننگ کمیٹی کا تقرر آپ ﷺ کی سیاسی زندگی کی نشأۃ ثانیہ ہے۔ وہ قوم جو تعلیمی، معاشی حیثیت سے آزاد نہ ہو۔ سیاسی حیثیت سے بھی آزاد نہیں ہوسکتی۔ تعلیمی اور معاشی غلامی کے ساتھ سیاسی آزادی غلامی کی بدترین قسم ہے۔

آپ کی توجہ خصوصیت سے اس امر کی طرف مبذول کرتا ہوں کہ پاکستان کا مطالبہ کرکے اگر ایسا ملک چاہتے ہیں جس میں پاک لوگ رہتے ہیں تو میرے دوستو! یاد رکھو جسمانی ناپاکی دور ہوسکتی ہے اور آسانی کے ساتھ

دور ہوسکتی ہے۔ لیکن ذہن وفکر اور قول وعمل کی ناپاکی وہ گندگی ہے جس کو دور کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء جیسی ہستیاں بھیجیں۔ وہ گندگی اس وقت دور ہوسکتی ہے جب نبی کی اتباع کی جائے۔ کیا ان ناپاکیوں میں آلودہ ہوکر جھوٹ کو اپنا شعار بنا کر، مکروفریب میں مبتلا ہوکر اور ظلم واستبداد کو جاری رکھ کر ہم دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہم پاک ہیں؟ اگر ان گندگیوں سے پاک نہ ہوئے اور ہندوستان کو خودمختار حکومت بھی مل گئی تو کیا وہ پاکستان کہلانے کا مستحق ہوگا؟ پاک ہونے کی کوشش کو آج سے شروع کرو اور یاد رکھو کہ نہ صرف پاکستان میں رہنے کے لئے پاک بننے کی ضرورت ہے بلکہ پاکستان کے حصول کے لئے بھی پاک بننے کی ضرورت ہے۔

مرض الوفات میں قائداعظم کی خواہش

قائداعظم نے واضح الفاظ میں اپنی بیماری کے دوران اپنے ذاتی معالج ڈاکٹر ریاض علی شاہ سے کہا گویا ان کی آخری خواہش تھی جس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ کے ساتھ کیا: تم جانتے ہو جب مجھے احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے۔ یہ مشکل کام تھا اور میں اکیلا کبھی نہیں کر سکتا تھا۔ میرا ایمان ہے کہ رسول خدا ﷺ کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب پاکستانیوں کا فرض ہے کہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں۔ تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔

(ڈاکٹر ریاض علی شاہ روزنامہ جنگ ۱۹۸۸ء)

اس سے معلوم ہوا کہ قائداعظم ملک میں خلافت کا نظام جاری کرنا چاہتے تھے۔ خلافت کے نظام میں اقتصادی نظام جس میں ریاستی وسائل سے سب کو متمتع ہونے کا موقع دیا جائے۔ معاشی اعتدال قائم ہو۔ ایسا نہ ہو کہ دولت امیروں کے درمیان گھومتی رہے۔ عام لوگ زندگی کی بنیادی ضرورت کو ترستے رہیں۔ ریاست پر لوگوں کی بنیادی ضرورتوں کی ذمہ داری ہے۔ تاکہ کوئی شخص بھوکا، ننگا نہ ہو۔ کوئی تعلیم، علاج ومعالجہ اور چھت سے محروم نہ ہو۔ قائداعظم پاکستان کے اقتصادی نظام کو اسلام کے لازوال، بے مثال اصولوں پر ترتیب دینا چاہتے تھے۔

پاکستان اسلامی ریاست ہے

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قائداعظم اسلامی نہیں مسلم ریاست بنانا چاہتے تھے اور قائداعظم کے متعلق یہ کہنا کہ وہ سیکولر ریاست قائم کرنا چاہتے تھے تو انہوں نے ۱۹۴۸ء میں سٹیٹ بنک کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے پاکستان میں اسلام کے مطابق غیرسودی بینکاری پر زور دیا اور فروری ۱۹۴۸ء کو گورنر کی حیثیت سے امریکی عوام سے خطاب کے دوران ان پر واضح کیا کہ پاکستان اسلام کے ابدی اصولوں کے مطابق عوام کے نمائندوں کے ہاتھوں تشکیل دیا جائے گا۔ اسلام کی برتری بیان کرتے ہوئے بابائے قوم نے کہا کہ ۱۳۰۰ سال سے جاری وساری تقسیم کے بعد ہندوستان، پاکستان دو آزاد ریاستوں کی حیثیت سے وجود میں آگئے۔ دونوں میں مسلم، غیرمسلم اقلیتیں موجود ہیں۔ ان کی شہریت پاکستانی، ہندوستانی ہے۔ اس پر صحافی نے سوال کیا کہ اس سے دوقومی نظریے کی نفی تو نہیں ہوتی؟ تو قائداعظم نے کہا کہ ہرگز نہیں۔ اب دوقومی نظریہ خیالی نہیں بلکہ حقیقی نوعیت اختیار کرے گا۔ چونکہ اس کی بنیاد پر دو ریاستیں وجود میں آئی ہیں۔ (ماخوذ از مضمون حکیم اختر روزنامہ اسلام ۱۴راگست ۲۰۱۳ء)

اسلامی ریاست کی تعریف

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ سن لو! اسلامی مملکت کی تعریف کیا ہے؟ اسلامی سلطنت کی تعریف یہ ہے کہ جس ملک کا حکمران مسلمان ہو۔ چاہے کتنا ہی گنہگار رہو۔ اسلامی قانون نافذ کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو اسلامی قانون کے مطابق اسلامی ملک، اسلامی ریاست ہے چاہے وہ حکمران بڑی حکومتوں سے ڈر کر، بغاوت کے خوف سے یا ایمان کی کمزوری کی وجہ سے اسلامی قانون نافذ نہ کرتا ہو۔ اس قدرت کی وجہ وہ مملکت شریعت کی رو سے اسلامی سلطنت کہلائے گی۔ پاکستان میں اب تک جتنے حکمران آئے سب کو قدرت حاصل تھی کہ وہ اسلامی قانون نافذ کردیں۔ لہٰذا پاکستان اسلامی مملکت ہے۔ (ماخوذ از مضمون عزیز ظفر آزاد)

یوں تو انقلاب زمانہ سے کرہ ارض کے نقشہ میں ردوبدل ہوتی رہتی ہیں۔ مگر نظریہ نے جغرافیہ کو کبھی جنم نہیں دیا۔ ہمیشہ جغرافیہ سے نظریہ جنم لیتا ہے۔ مگر پاکستان واحد ریاست ہے جس نے نظریہ کی بنیاد پر جغرافیہ حاصل کیا۔

۱۴ راگست ۱۹۴۷ء کو قائم ہونے والی دنیا کی سب سے بڑی اسلامی ریاست پاکستان کے بارے میں عام تاثر یہ ہے کہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء لاہور مسلم لیگ کے اجلاس کی قرارداد سے شروع ہو کر ۱۴ راگست ۱۹۴۷ء تک کے مختصر ترین عرصہ میں معجزہ رونما ہوا۔ مگر حقیقت میں یہ پاکستان صدیوں پر محیط کوششوں، ریاضتوں، عبادتوں اور شہادتوں کا ثمرہ ہے۔ ہمارے قائد کی نظر برصغیر کی طویل تاریخ پر تھی۔ جبھی آپ نے فرمایا کہ: پاکستان کی بنیاد اس دن پڑ گئی تھی جس دن پہلا ہندو مسلمان ہوا۔ یقیناً اس دن سے دوقومی نظریہ کا آغاز ہوتا ہے۔

اداریہ نوائے وقت: ۲۳ مارچ ۱۹۶۳ء اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ ہر طرف پریشان فکری، ژولیدہ نگاہی کا سماں ہے۔ لیکن جن لوگوں نے قائداعظم کی ولولہ انگیز قیادت میں تحریک پاکستان کا سرسری نظر سے مطالعہ کیا ہے۔ وہ کسی تکلف اور تذبذب کے بغیر کہہ سکتے ہیں کہ پاکستان کی نجات صرف اس بنیادی نظریہ اور نصب العین (اسلام اور جمہوریت) پر عمل کرنے میں مضمر ہے۔

حکومت اور عدلیہ کی توجہ کے لئے:

پیام حکیم الامت علامہ اقبالؒ

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی
اخوت کا جہانگیری محبت کی فراوانی

بتانِ رنگ وخوں کو توڑ کر ملت میں گم ہوجا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

میانِ شاخساراں صحبتِ مرغِ چمن کب تک
ترے بازو میں ہے پروازِ شاہینِ قہستانی

گماں آباد ہستی میں یقیں مردِ مسلماں کا
بیاباں کی شبِ تاریک میں قندیلِ رہبانی

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا؟ زورِ حیدرؓ، فقرِ بوذرؓ، صدقِ سلمانیؓ

ہوئے احرار ملت جادہ پیما کس تجمل سے
تماشائی شگافِ در سے ہیں صدیوں کی زندانی

ایک ہفتہ ...... حضرت شیخ الہند ؒ کے دیس میں

قسط نمبر:12   مولانا اللہ وسایا

حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی ؒ کے مختصر حالات

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ؒ کے خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی ؒ تھے۔ ان کے خلیفہ حضرت خواجہ فرید الدین ؒ گنج شکر تھے۔ حضرت خواجہ فرید الدین ؒ کے خلفاء میں ایک حضرت خواجہ علاؤالدین صابر کلیری تھے جو خواجہ فرید الدین ؒ کے بھانجے بھی تھے۔ جن کے سلسلہ میں آگے جا کر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ؒ ہوئے۔ حضرت فرید الدین ؒ گنج شکر کے دوسرے خلیفہ حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی ؒ تھے۔ جنہیں نظام الاولیاء، محبوب الٰہی، سلطان المشائخ اور بہت سارے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ ان کا مزار اقدس دہلی بستی نظام الدین میں ہے۔ یہ بستی نظام الدین کسی زمانہ میں دہلی سے باہر ہوگی۔ اب تو دہلی شہر کا حصہ ہے۔ اسی بستی نظام الدین میں خواجہ نظام الدین دہلوی ؒ نظام الاولیاء کے مزار مقدس پر بھی ایصال ثواب کے لئے حاضری ہوئی۔ ضرت خواجہ نظام الدین ؒ کا اسم گرامی محمد تھا۔ مگر نظام الدین سے مشہور ہوئے۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ محمد بن احمد بن علی بخاری۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء ۶۳۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے دادا علی بخاری اور نانا خواجہ عرب بخارا سے پہلے لاہور آئے پھر بدایوں چلے گئے۔ بدایوں میں حضرت خواجہ نظام الدین ؒ کے والد گرامی احمد کا مدفن ہے۔ بدایوں میں ہی حضرت خواجہ نظام الدین کے بچپن میں والد گرامی احمد کا وصال ہوا۔ حضرت خواجہ نظام الدین کو والدہ نے پالا۔ جب گھر میں فاقہ ہوتا تو والدہ کہتی کہ محمد! آج ہم اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین ایسے فاقوں کے عادی ہوئے کہ جب فاقہ میں دیر ہو جاتی تو والدہ سے عرض کرتے کہ ہم کب اللہ تعالیٰ کے مہمان ہوں گے؟ پھر ایک مدرسہ میں داخل کر دیئے گئے۔

تحصیل علم

آپ نے قرآن مجید، عربی، وفارسی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے استاذ کا نام ابوبکر تھا۔ یہاں سے فراغت کے بعد دہلی آئے۔ سلطان شمس الدین التمش کے استاذ مولانا شمس الملک کا اس زمانہ میں شہرہ تھا۔ خواجہ نظام الدین ان سے اور ان کے تلامذہ سے تکمیل علوم دینیہ سے فارغ ہوئے۔ آپ جب بدایوں میں تھے تب ایک غزل خوان نے ایک مجلس میں حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی ؒ کے فضائل بیان کئے اور پھر حضرت شیخ فرید الدین ؒ گنج شکر کے فضائل بیان کئے۔ طالب علمی میں بدایوں ہی سے آپ کے دل میں شیخ فرید الدین سے لقاء کا شوق دامن گیر ہوا۔ اب دہلی تعلیم حاصل کرنے کے بعد حضرت خواجہ نظام الدین ؒ، پاک پتن شریف تشریف لائے۔ ان دنوں اس شہر کا نام اجودھن تھا۔ حضرت ؒ گنج شکر سے ملے۔ حضرت خواجہ نظام الدین ؒ کو حضرت ؒ گنج شکر نے قرآن مجید کے چھ پارے تجوید کے ساتھ پڑھائے۔ عوارف کے چھ باب کا درس لیا۔ تمہید

ابوشکور سلمی اور بعض کتب حضرت ؒ گنج شکر سے پڑھیں اس وقت آپ کی عمر شریف بیس برس ہوگی۔ اخبار الاخیار ص ۱۲۵ پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے تحریر کیا ہے کہ ملاقات کے پہلے روز حضرت نظام الدین ؒ نے حضرت ؒ گنج شکر سے عرض کیا کہ تعلیم ترک کر کے اوراد میں مصروف رہوں یا تعلیم جاری رکھوں؟ تو حضرت ؒ گنج شکر نے فرمایا کہ دونوں کو جاری رکھو۔ اس سے اندازہ ہو کہ وہ حضرات شریعت وطریقت کے جامع تھے۔ حضرت ؒ گنج شکر نے یہ بھی فرمایا کہ تعلیم دین اور تعلیم تصوف دونوں جاری رکھو۔ پھر دیکھو کہ کون سا رنگ غالب آتا ہے۔ اسی سفر میں ہی حضرت نظام الدین ؒ کو حضرت ؒ گنج شکر نے خلافت سے سرفراز کیا۔ چلئے ایک بات توجہ سے ملاحظہ ہو:

۱...... حضرت خواجہ معین الدین اجمیری ؒ کا جب وصال ہوا تو آپ کے بعد بننے والے جانشین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ؒ موقعہ پر موجود نہ تھے۔ بعد میں دہلی سے اجمیر گئے۔

۲...... حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ؒ کا جب وصال ہوا تو آپ کے بعد بننے والے جانشین حضرت فریدالدین ؒ گنج شکر موقع پر موجود نہ تھے۔ بعد میں ہانسی سے دہلی گئے اور عنایت کردہ اشیاء عصا، مصلی، نعلین، خرقہ وغیرہ حاصل کیا۔

۳...... اسی طرح حضرت فریدالدین ؒ گنج شکر کے وصال کے وقت حضرت خواجہ نظام الدین ؒ بھی دہلی تھے۔ موقعہ پر پاکپتن موجود نہ تھے۔ یہ تینوں عجیب اتفاقات ہیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین ؒ تین مرتبہ پاکپتن شریف حاضر ہوئے۔ حضرت گنج شکر کے وصال کے بعد آپ دہلی شہر چھوڑ کر بستی غیاث آ گئے۔ یہاں آکر خانقاہ قائم کی۔ بعد میں اس بستی کا نام بستی نظام الدین ہوا۔ اب دہلی اتنا پھیل گیا ہے کہ یہ دہلی کا حصہ ہے۔ اسی بستی نظام الدین میں حضرت شیخ نظام الدین ؒ نظام الاولیاء کے متصل مولانا محمد الیاس کاندھلوی ؒ نے ڈیرہ ڈالا تو اسے دنیا کی ''تبلیغ کا مرکز'' بنا دیا۔ جب بادشاہ معزالدین کیقباد نے نیا شہر آباد کرنا چاہا تو اس خانقاہ شریف پر رش ہوا۔ آپ اس جگہ کو چھوڑ کہیں جانا چاہتے تھے تو کسی نے عرض کیا کہ شہرت نہ چاہئے۔ اگر اللہ تعالیٰ شہرت دے دیں تو بھاگنا نہ چاہئے ایسے خلق خدا کی خدمت کریں اور ان میں رہیں اس شان سے کہ آنحضرت ﷺ کے سامنے شرم ساری نہ ہو۔ آپ اس مشورہ کو اشارۂ غیب سمجھ کر تک گئے اور ایسے ٹکے کہ آخرت میں بھی یہاں سے اٹھیں گے۔ آپ اکثر روزہ رکھتے تھے اور افطار بھی پانی سے کرتے تھے۔ خود آپ کے دسترخواں پر ہزاروں کا رش ہوتا۔ فقراء ومساکین کو یہاں کھانا ملتا تھا۔ آپ پر فتوحات کے دروازے کھلے تو آپ نے بھی خلق خدا پر ایسے فیاضی سے خرچ کیا کہ سربراہان مملکت حیران رہ گئے۔

حضرت نظام الاولیاء ؒ کی عبادت وریاضت

آپ کا کثرت مجاہدہ اور کثرت سے روزہ رکھنا یہ سب حضرت شیخ فرید ؒ کی ہدایات پر تھا۔ حضرت شیخ فرید ؒ نے آپ سے یہ بھی فرمایا کہ نظام! اللہ تعالیٰ سے جو مانگو گے تمہیں ملے گا۔ حضرت شیخ کی وصیت وبشارت سے ایسے ظہور میں آیا کہ حضرت نظام الاولیاء محبوب الٰہی بہت مستجاب الدعوات ہو گئے۔

آپ میں خدمت خلق کا ظہور بہت نمایاں تھا۔ آپ کے دروازہ پر جو جس وقت آتا ملاقات ہو جاتی۔

ایک بار آپ کی نیند کے دوران ایک سائل آیا تو خادم نے واپس کر دیا۔ بیدار ہونے پر معلوم ہوا تو خادم کو تنبیہ کی کہ کسی کا دل نہ توڑا کرو۔ مسلمان کا دل حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے ظہور کا مقام ہے۔ قیمت کے بازار میں اس سے زیادہ کوئی سامان اتنا مقبول نہ ہوگا۔ جتنا دلوں کو آرام پہنچانا مقبول ہے۔ سلطان علاؤالدین خلجیؒ نے ایک بار قاصد کے ذریعہ مملکت کے متعلق مشورہ چاہا۔ آپ نے فرمادیا کہ مجھے اس سے دلچسپی نہیں۔ بادشاہ کے دل میں آپ کے ترک دنیا کا رعب بیٹھ گیا۔ پیغام بھیجا کہ ملنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس کبھی نہ آنا۔ میرے مکان کے دو دروازے ہیں۔ جس دروازہ سے تم آؤ گے میں دوسرے دروازہ سے چلا جاؤں گا۔ میں شہر کے ایک کونہ میں پڑا آپ سمیت تمام مسلمانوں کے لئے دعاگو ہوں۔ غائبانہ دعا کو کافی سمجھو، آنے کی ضرورت نہیں۔

وفات سے چالیس دن پہلے کھانا ترک کر دیا۔ صرف افطاری کے وقت چند لقمے یا گھونٹ لیتے تھے۔ تمام اثاثہ غرباء میں تقسیم کرا دیا۔ حتیٰ کہ غلہ کا ایک دانہ بھی نہ رہنے دیا۔ خانقاہ کے حضرات سے فرمایا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ بہت اچھی کفالت فرمانے والے ہیں۔ تمہیں اتنا ضرور ملے گا کہ جس سے خانقاہ شریف کی رونق برقرار رہے۔ ایک بار علاؤالدین خلجیؒ نے پانچ سو اشرفیاں بھیجیں۔ اس وقت ایک قلندر بیٹھا تھا اس نے عرض کیا کہ نصف میری۔ آپ نے تھیلی پکڑا دی کہ نصف نہیں پوری تمہاری۔ لے جاؤ سب کی سب۔

علاؤالدین خلجیؒ کی وفات کے بعد اس کا ولی عہد خضر خان تخت سے محروم کر دیا گیا۔ دوسرے بیٹے قطب الدین نے قبضہ کر لیا اور بڑے بھائی خضر خان کو پہلے اندھا کیا۔ پھر خضر خان اور شادی خان دونوں اپنے سگے بھائیوں کو قطب الدین نے قتل کرا دیا۔ پھر قطب الدین خلجیؒ کے دماغ میں یہ سودا سمایا کہ دہلی کے سب علماء و مشائخ میری مجلس میں حاضر کیوں نہیں ہوتے۔ ان کی دعوت کی۔ مگر حضرت نظام الدینؒ نے نہ جانا تھا، نہ گئے۔ قطب الدین خلجیؒ کو عداوت ہوگئی۔ اس نے تاریخ بتائی کہ فلاں تاریخ کو حضرت نظام الدینؒ میرے سلام کو آئیں۔ ورنہ ٹھیک نہ ہوگا۔ خدام کو پریشانی ہوئی۔ آپ سے بمنت کہا کہ آپ چلے چلیں۔ فرمایا کہ میں ایک دنیاوی بادشاہ کی خاطر اپنے بزرگوں کے دستور کو نہیں بدلتا۔ سخت بے چینی ہوئی۔ پوری خانقاہ کے متوسلین پریشان مگر حضرت خواجہ نظام الدینؒ رات کو فارسی کا شعر پڑھ رہے تھے۔ جس کا مفہوم یہ کہ ”اے لومڑی تو اپنی جگہ کیوں نہ بیٹھی رہی۔ شیر سے پنجہ کیا اور سزا پائی۔“

صبح کسی نے عرض کیا کہ آج بادشاہ دہلی واپس آ رہا ہے۔ آپ کی طلبی بھی ہے۔ آپ نے وہی شعر پڑھا۔ اتنے میں شور اٹھا کہ سلطان مارا گیا۔ اس کو غلام خسرو نے بہانہ سے مروا دیا۔ اسی خسرو کو پھر ملتان کے حکمران نے بھی مروا دیا۔ اب خسرو کے بعد غیاث الدین تغلق حکمران بنا اس نے تمام مشائخ کو اکٹھا کر کے حضرت نظام الاولیاءؒ سے مناظرہ کے لئے لایا۔ آپ نے سب کو ساکت کر دیا۔ اب غیاث الدین بنگالہ چلا گیا۔ واپسی پر ابھی راستہ میں تھا کہ حضرت نظام الاولیاءؒ کو فرمایا کہ میرے آنے سے پہلے آپ دہلی سے چلے جائیں۔ قاصد نے حضرت نظام الاولیاءؒ سے آ کر پیغام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بادشاہ کہاں ہے۔ اس نے کہا کہ دہلی سے باہر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ: ”ہنوز دلّی دور است۔“ سلطان غیاث کے بیٹے الغ خان نے شہر سے باہر لکڑی کے مکان میں باپ کی

دعوت کی۔ رش بڑھا مکان گرا بادشاہ غیاث دب کر وہیں مر گیا اور ''ہنوز دلی دور است'' کی ضرب المثل نے شہرت عام حاصل کی۔ ۱۸ ربیع الثانی ۸۲۵ھ آپ کا وصال ہوا۔ شاہ رکن الدین المعروف شاہ رکن عالم ملتانی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کے پانچ سو خلفاء نے تبلیغ اسلام کے لئے ہند، عرب، چین، گجرات و دکن میں جا کر کام کیا۔ ہمایوں نے آپ کی خانقاہ کے قریب مقبرہ بنوایا۔ شاہجہان کی عالمہ فاضلہ عابدہ صاحبزادی جہاں آراء بیگم آپ کے قدموں میں دفن ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے قریب اسی خانقاہ کے احاطہ میں حضرت امیر خسروؒ مدفون ہیں۔ ان کے مزار مبارک پر بھی حاضری ہوئی۔

ابوالحسن امیر خسرو دہلویؒ کے مختصر حالات

شمس الدین التمش کا عہد حکومت ۶۰۷ھ تا ۶۳۲ھ ہے۔ اس زمانہ میں بلخ کے امراء سے ایک خاندان امیر سیف الدین محمود دریائے گنگا کے کنارے ضلع ایٹہ موضع پٹیالی (مومن آباد) میں آکر آباد ہوا۔ پھر یہ خاندان دہلی آیا۔ بادشاہ نے امیر سیف الدین محمود کو اپنے مشیروں میں شامل کیا۔ دہلی کے نواب عماد الملک نے اپنی دختر سے ان کا عقد کر دیا۔ جس سے ۶۵۳ھ مطابق ۱۲۵۵ء میں ابوالحسن پیدا ہوئے۔ جو آگے چل کر ''امیر خسروؒ'' کہلائے۔ اصل نام پر شاعرانہ تخلص چھا گیا۔ کہتے ہیں کہ جناب امیر سیف الدین محمود اپنے بیٹے ابوالحسن یعنی خسرو کو پیدائش کے بعد کپڑے میں لپیٹ کر ایک مجذوب کے پاس لے گئے۔ مجذوب نے نوزائیدہ پر نظر ڈال کر کہا کہ یہ تصوف کے آفتاب اور ہر فن میں کمال حاصل کرے گا اور شہرت پائے گا۔ امیر خسرو نے آٹھ سال کی عمر تک اپنے والد اور بھائیوں سے گھر پر تعلیم حاصل کی۔ آٹھ سال کے تھے تو والد گرامی کا سایہ سر سے اٹھ گیا کہ وہ ایک جنگ میں شہید ہو گئے۔ نانا نواب عماد الملک نے آپ کو اپنی تربیت میں لے لیا۔ فقہ وحدیث اور دیگر علوم کی تعلیم دلوائی۔ نوعمری میں اچھے خاصے فاضل اور علامہ بن گئے۔ اب شعر کہنے لگے۔ کہتے ہیں کہ پہلا فارسی میں شعر بعمر آٹھ سال والد کی وفات پر کہا تھا۔ امیر خسرو اپنے بڑے بھائی اعزالدین علی شاہ اور شمس الدین خوارزمی کو اپنا کلام دکھلاتے تھے۔ مؤخر الذکر بادشاہ ناصر الدین محمود کے دربار میں فاضل یگانہ شمار ہوتے تھے۔ امیر خسرو نے اپنی مثنوی ''ہشت بہشت'' اور دیوان غزت الکمال میں اپنے اساتذہ کی خوب تعریف کی ہے۔

حضرت نظام الاولیاءؒ کا امیر خسرو سے تعلق خاطر

یہ زمانہ حضرت خواجہ نظام الاولیاء نظام الدین دہلویؒ کا تھا۔ امیر خسرو آپ سے بیعت ہوئے اور حضرت نظام الاولیاء کی نظر کرم کے اسیر بن گئے۔ امیر خسرو کا خاندان بلخ ترکستان وغیرہ سے تعلق رکھتا تھا۔ اس لئے حضرت خواجہ نظام الاولیاء، حضرت امیر خسرو کو ترک سے خطاب فرمایا کرتے۔ مثلاً ایک دن فرمایا کہ لوگوں کے بے ہنگم رش سے گھبرا جاتا ہوں۔ حتیٰ کہ اپنے آپ سے بھی گھبرا جاتا ہوں۔ مگر ترک! تم سے نہیں گھبراتا۔

حضرت نظام الاولیاء، حضرت امیر خسرو کی نگرانی بھی فرماتے۔ ایک بار پوچھا کہ ترک عبادت میں لذت بھی آتی ہے یا نہ۔ تو امیر خسرو نے عرض کیا کہ صبح کی تنہائی میں گریہ کی کیفیت طاری ہو رہی ہے۔ فرمایا اللہ کا شکر کرو۔

ایک بار امیر خسرو نے قصیدہ لکھ کر حضرت نظام الاولیاء کو سنایا۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ امیر خسرو نے عرض کی کہ حضرت دعا فرمادیں کہ کلام شیریں ہو جائے۔ حضرت نے فرمایا کہ میری چارپائی کے نیچے سے شکر لے کر کھالو۔ انہوں نے ایسے کیا تو کلام میں نمایاں تبدیلی شروع ہوگئی۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ نظام الاولیاء نے فرمایا کہ ترک! میں نے خواجہ دیکھا کہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی ؒ کے صاحبزادے حضرت صدرالدین ؒ تشریف لائے۔ تصوف پر بیان شروع کیا تو ترک تم آگئے۔ اتنے میں اذان ہوگئی اور میں بیدار ہوگیا۔ امیر خسرو کا بادشاہ علاؤالدین خلجی کے دربار میں آنا جانا تھا۔ علاؤالدین خلجی شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی کو ہدیہ پیش کرنا چاہتے تھے۔ قلندر ست الست درویش تھے۔ بادشاہ کی ہمت نہ پڑتی تھی تو انہوں نے امیر خسرو ؒ کو واسطہ بنایا۔ یہ حضرت بوعلی قلندر ؒ کے ہاں گئے تو اپنی غزل سنائی۔ قلندر خوش ہوئے۔ امیر خسرو ؒ نے بادشاہ کا ہدیہ پیش کیا۔ قلندر نے یہ کہہ کر قبول کرلیا کہ امیر خسرو تمہارا خواجہ نظام الاولیاء سے تعلق ہے۔ اس تعلق سے یہ ہدیہ قبول کرتا ہوں۔ ورنہ کوئی اور لے کر آتا تو کبھی قبول نہ کرتا۔

ایک سیلانی فقیر حضرت نظام الاولیاء کے پاس آکر رہا۔ تین دن تک کہیں سے حضرت نظام الاولیاء کے پاس کوئی ہدیہ نہ آیا۔ یہ سیلانی فقیر جانے لگے تو حضرت نظام الاولیاء نے فرمایا کہ میرے جوتے لے جاؤ۔ اس نے نہایت بشاشت سے یہ ہدیہ قبول کرلیا۔ انہیں دنوں امیر خسرو ملتان کے حکمران محمد سلطان خان کی ملاقات کے بعد دہلی جارہے تھے تو راستہ میں سیلانی فقیر سے ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوا کہ حضرت نظام الاولیاء نے اسے نعلین دیئے۔ محمد سلطان حکمران ملتان کی طرف سے امیر خسرو کو پانچ لاکھ ٹکے ملے تھے۔ وہ تمام دے کر سیلانی فقیر سے وہ نعلین لے لئے اور سر پر رکھ کر حضرت نظام الاولیاء کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو حضرت نظام الاولیاء نے فرمایا ’’ترک، ارزاں خریدی‘‘ کہ یہ سستے میں خرید لئے۔ حسن، عشق، شاعری اور موسیقی یہ آگ ہیں۔ جس میں جان وایمان بھی جل جاتے ہیں۔ اگر ان پر تصوف کا رنگ چڑھ جائے تو پھر سونا بھی بن سکتا ہے۔ غالب مرحوم نے کیا خوب کہا۔

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی　　اب آبروئے شیوہ اہل نظر گئی

امیر خسرو کے ایک مصاحب امیر حسن تھے۔ غیاث الدین بلبن جو دہلی کے سلطان تھے۔ بلبن کے صاحبزادے ملتان کے حکمران محمد سلطان خاں تھے۔ امیر خسرو اب حضرت نظام الاولیاء کے فیض صحبت سے باکمال شاعر اور فاضل اجل شمار ہوتے تھے۔ چنانچہ امیر خسرو نے ملتان کے حکمران کی ملازمت اختیار کرلی۔ امیر حسن بھی ساتھ تھے۔ امیر خسرو اور حضرت سعدی شیرازی کا عہد ایک ہے۔ ایران ودہلی کی طرح اس زمانہ میں ملتان بھی عقل ودانش، علم وفضل کا گہوارہ تھا۔ ملتان کا حکمران محمد سلطان خاں سعدی شیرازی ؒ کی ملاقات کا متمنی اور عقیدت مند تھا۔ حضرت سعدی اب ضعیف ہو چکے تھے۔ ملتان کے حکمران نے امیر خسرو کا کلام حضرت سعدی ؒ کو بھجوایا تو آپ نے بہت ستائش کی۔ اس سے سلطان احمد خاں حاکم ملتان کے دل میں امیر خسرو کا مقام اور بڑھ گیا۔

شاہزادہ حاکم ملتان محمد سلطان خان کے ہاں امیر خسرو اور امیر حسن کو ابھی ملازمت اختیار کئے پانچ سال گزرے ہوں گے کہ ۶۸۳ھ میں تیمور چنگیز تاتاری نے راوی عبور کر کے لاہور میں سپاہ گری کی۔ شہزادہ محمد سلطان

ملتان سے لاہور کے لئے عازم ہوئے۔ پانچ سو سپاہی ہمراہ تھے۔ باقی فوج پیچھے تھی۔ ظہر کی نماز کے لئے رکے تو تیمور چنگیز خوانی کی دو ہزار فوج نے جو کمین گاہ میں خفیہ موجود تھی حملہ کر دیا۔ اچانک صورتحال سے محمد سلطان خان لڑائی کے دوران مارا گیا۔ امیر خسرو سمیت بہت سے فوجی وہمراہی گرفتار کر کے تیمور چنگیزی ان کو پیدل بلخ لے گئے۔ دو سال بعد رہا ہوئے۔ بلخ سے دہلی آئے تو سلطان غیاث الدین بلبن کو اس کے بیٹے حکمران ملتان محمد سلطان خان کی شہادت، فوج کی اسیری کا مرثیہ کا قصیدہ سنایا تو بلبن اتنا رویا کہ بخار ہوگیا اور مرثیہ سننے کے تیسرے دن بعد اس صدمہ اور بخار سے فوت ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ مدتوں یہ مرثیہ دہلی کے گلی کوچہ میں لوگ دہراتے تھے تو دہلی کے در و دیوار پر گریہ کی کیفیت نظر آتی تھی۔

سلطان جلال الدین خلجی حضرت خواجہ نظام الاولیاءؒ سے ملنا چاہتے تھے۔ مگر اجازت نہ ملتی تھی۔ سلطان خلجی نے امیر خسرو سے کہا کہ حضرت خواجہ کو بتائے بغیر کل مجھے لے چلو۔ جب سامنے ہوگئے تو ملاقات ہو ہی جائے گی۔ لیکن راز رکھنا پہلے میری حاضری کا نہ بتانا۔ ورنہ حضرت نظام الاولیاء ملیں گے نہیں۔ امیر خسرو نے حامی بھر لی۔ لیکن رات حضرت خواجہ نظام الاولیاء کو عرض کر دیا کہ کل سلطان الدین خلجی ملنے کا آنا چاہتے ہیں۔ حضرت نظام الاولیاء یہ سنتے ہی اپنے شیخ حضرت فرید الدینؒ گنج شکر کے ہاں پاک پتن چلے گئے۔ سلطان کو پتہ چلا کہ حضرت خواجہؒ دہلی سے باہر چلے گئے تو امیر خسرو کو بلایا کہ آپ نے میرا راز بتا دیا۔ اس لئے حضرت خواجہؒ چلے گئے تو امیر خسرو نے کیا حکیمانہ جواب دیا کہ حضرت سلطان اگر حضرت خواجہ نظام الدینؒ کو نہ بتاتا تو میرے ایمان کو خطرہ تھا۔ بتا دیتا تو آپ کی ناراضگی سے جان کو خطرہ تھا۔ میں نے جان کا خطرہ مول لے کر ایمان کو بچا لیا ہے۔ بادشاہ امیر خسرو کی اس صدق مقالی سے بہت مسرور ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے یوں امیر خسروؒ کا ایمان و جان دونوں بچا دیئے۔

امیر خسرو بنگال کی طرف گئے ہوئے تھے۔ اس دوران میں دہلی میں حضرت نظام الاولیاءؒ کا وصال ہوگیا۔ امیر خسرو کو پتہ چلا تو روتے پیٹتے دہلی آئے۔ جو کچھ تھا فقراء، غرباء میں تقسیم کر دیا۔ سیاہ ماتمی لباس پہن لیا اور دنیا سے فراق شیخ میں تعلق منقطع کر لیا۔ حتیٰ کہ ۱۰ ارشوال ۷۲۵ھ کو وصال کر گئے۔ گویا حضرت نظام الاولیاء کے وصال کے چھ ماہ بعد امیر خسروؒ بھی ان کے قدموں میں پہنچ گئے۔ کہتے ہیں کہ حضرت نظام الاولیاء فرماتے تھے کہ ترک! تمہاری زندگی ہماری زندگی سے وابستہ ہے۔ امیر خسرو جواب میں فرماتے تھے۔

نکل جائے دم ترے قدموں کے نیچے یہی دل کی حسرت یہی دل کی آرزو

یہ بھی سنا ہے کہ حضرت نظام الاولیاء فرماتے تھے کہ ”خسرو میرا رازدان ہے۔“ آج مرشد کامل کے پہلو میں حضرت امیر خسروؒ بھی یہیں آرام فرما ہیں۔ یہاں پر حاضری دی۔ ایصال ثواب سے فارغ ہوئے۔ ابھی باہر نہ نکلنے پائے تھے کہ فقیر کو وضو کا تقاضا ہوا۔ اس بہانے خانقاہ کے دیگر ماحول کو بھی سرسری دیکھ لیا۔ کہاں کہاں کس کے قدم لگے۔ وہاں ہم بھی دیوانہ وار ہو آئے۔ حضرت نظام الدین نظام الاولیاء محبوب الٰہی و جناب حضرت امیر خسرو زندہ باد۔ ہم مسافر چلے۔

تبلیغی مرکز

اب حضرت خواجہ نظام الدین رحمہ اللہ کے مزار مبارک سے چلے تو قریب میں تبلیغی جماعت کا مرکز ہے۔ یہاں پر تبلیغی مرکز میں ظہر کی نماز اپنی علیحدہ جماعت کے ساتھ پڑھی۔ خوب وسیع وعریض مرکز ہے۔ کئی منزلہ عمارت ہوگی۔ جماعتوں کا آنا جانا رہتا ہے۔ ساقی کا میخانہ جاری ہے۔ مہمان بدلتے ہیں۔ نماز کے بعد کسی دوست نے بتایا کہ یہ آپ کے پہلو میں جو حجرہ ہے اس میں حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ بانی جماعت کے والد گرامی، مولانا محمد اسماعیل کاندھلوی رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ امیر ثانی تبلیغی جماعت، حضرت مولانا انعام الحسن رحمہ اللہ، حضرت مولانا اظہار الحسن رحمہ اللہ کے مزارات ہیں۔ کمرہ مقفل تھا اور چابی بردار تبلیغ پر گئے ہوئے تھے۔ لب دریا پہنچ کر مزارات کی زیارت سے محروم رہے۔ حجرہ کی کھڑکی کے باہر دعا کی سعادت تو حاصل ہو ہی گئی۔ جاری ہے!

ہر انسان کے ساتھ ۲۴ گھنٹوں میں ۲۰ فرشتے رہتے ہیں

تفسیر ابن جریر میں وارد ہوا ہے کہ حضرت عثمانؓ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ فرمایئے بندے کے ساتھ کتنے فرشتے ہوتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا ایک تو دائیں جانب نیکیوں کا لکھنے والا جو بائیں جانب والے پر امیر ہے جب تو کوئی نیکی کرتا ہے۔ وہ ایک کے بجائے دس لکھتا ہے۔ جب کوئی برائی کرے تو بائیں والا دائیں والے سے اس کے لکھنے کی اجازت طلب کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے ذرا ٹھہر جاؤ! شاید توبہ واستغفار کرے۔ تین مرتبہ وہ اجازت مانگتا ہے۔ تب بھی اگر اس نے توبہ نہ کی تو یہ نیکی کا فرشتہ بدی والے فرشتہ سے کہتا ہے اب لکھ لے۔ اللہ ہمیں اس سے چھڑائے۔ یہ تو بڑا برا ساتھی ہے۔ اسے خدا کا لحاظ نہیں۔ یہ اس سے نہیں شرماتا۔

اللہ کا فرمان ہے کہ انسان جو بات زبان پر لاتا ہے اس پر نگہبان متعین اور مہیا ہے اور دو فرشتے تیرے آگے پیچھے ہیں۔ فرمان خدا ہے: ''لہ معقبات'' اور ایک فرشتہ تیرے ماتھے کے بال تھامے ہوئے ہے جب تو خدا کے لئے تواضع اور فروتنی کرتا ہے وہ تجھے بلند درجہ کر دیا ہے اور جب تو اللہ کے سامنے سرکشی اور تکبر کرتا ہے وہ تجھے پست اور عاجز کر دیتا ہے۔

اور دو فرشتے، تیرے ہونٹوں پر ہیں۔ جو درود تو مجھ پر پڑھتا ہے اس کی وہ حفاظت کرتے ہیں۔ ایک فرشتہ تیرے منہ پر کھڑا ہے کہ کوئی سانپ وغیرہ جیسی چیز تیرے حلق میں نہ چلی جائے اور دو فرشتے تیری آنکھوں پر ہیں۔ یہ دس فرشتے ہر بنی آدم کے ساتھ ہیں۔

پھر دن کے الگ ہیں اور رات کے الگ ہیں۔ یوں ہر شخص کے ساتھ بیس فرشتے من جانب اللہ موکل ہیں۔

(بکھرے موتی ص ۲۷، بحوالہ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۲)

جونہی سر جھکائے گی

معتصم چارسدوی

خطیب نے ایک نگاہ مجمعے پر ڈالی۔ سامعین کے چہروں پر تذبذب، تامل اور استفسار کے اثرات نمایاں تھے۔ اس نے ان کی الجھن دور کرنے کے لئے تعبیر کو آسان بناتے ہوئے کہا:

''جھکی ہوئی شاخ سے لوگ زیادہ تعداد میں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس کا فیض ہر ایک کے لئے عام ہوتا ہے۔ کوئی بھی اس سے مستفید ہونا چاہے، وہ خود منع کرتی ہے نہ ہی فائدہ اٹھانے والے کو ذرا تامل ہوتا ہے۔''

یہی مثال ایک متواضع انسان کی ہے۔ اگر وہ مخلوق خدا کی خاطر تواضع کا دامن تھامے رکھے۔ انکساری کی چادر اوڑھے رہے تو وہ ہر کسی کی محبت اور عقیدت کا محور ہوگا۔ ہر ایک اس سے تعلق رکھنے اور جان پہچان بنانے کی خواہش رکھے گا۔ لیکن اگر اخلاق بد کا حامل ہو۔ انا کے بت کو پوجتا رہے۔ ایسا شخص معاشرے میں اکیلا رہ جاتا ہے۔ لوگ اس سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں۔

تواضع کے حوالے سے یہ پر اثر گفتگو سن کر ہمارے معاشرے کی موجودہ اخلاق واقدار اور آپس کی معاشرت کی ایک تصویر میرے ذہن کے کینوس پر ابھرنے لگی۔ میں نے سوچا: ہمیں اجتماعی وانفرادی طور پر اس وصف کو اپنے مابین اجاگر کرنا چاہئے۔ یہ تواضع ہی تو ہے جو ہمارے محبوب ﷺ کے نمایاں اوصاف میں سے تھا۔ فتح مکہ کے وقت جب حضور ﷺ نے ان گلیوں میں گشت فرمایا جہاں آپ ﷺ مشرکین مکہ کی سختی، بدسلوکی اور جنگ آمیز رویے کا نشانہ بنے تھے۔ آپ کا مذاق اڑایا گیا اور برے القابات سے پکارا گیا تھا۔ ان تمام تکالیف دینے والوں سے آپ ﷺ ہر طرح کا بدلہ لے سکتے تھے۔ لیکن آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ اللہ کے سامنے سر انتہائی انکساری سے جھکایا۔ روایات میں آتا ہے۔ اس موقع پر آپ ﷺ کا سر مبارک اتنا جھکا ہوا تھا کہ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کا کنارہ کجاوے کو چھو جاتا تھا۔

اس زمانے میں بہت سے لوگ اخلاقی پستی اور خودسری میں مبتلا ہیں۔ تکبر اور انانیت کو خودداری کا نام دے کر سینے سے لگائے بیٹھے ہیں۔ یہ محض قیاس آرائی نہیں۔ اس کی بیسیوں مثالیں روز ہمارے معاشرے میں دیکھی اور سنی جاتی ہیں۔ ایک انتہائی سمجھ دار آدمی کو دیکھا کہ ایک شخص نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے جواب دینا گوارا نہ کیا۔ جب وجہ پوچھی تو ان کا جواب تھا: ''میں خوددار آدمی ہوں میں کسی کی کیا پروا کرتا ہوں۔''

ملاحظہ فرمایئے! سلام کا جواب نہ دینے کو خودداری کا نام دے کر کس دیدہ دلیری سے خود کو بری الذمہ کر دیا۔ حالانکہ خوداری میں حضور ﷺ کی ذات عالیہ سے بہتر معیار یقیناً کوئی نہیں۔ آپ ﷺ کے بارے میں صحابہ کرامؓ سے منقول ہے: ''حضور ﷺ ہمیشہ سلام میں پہل کرتے تھے۔ ہم انتہائی کوشش کے باوجود کبھی آپ ﷺ سے آگے نہ ہو سکے۔''

تواضع کے حوالے سے ایک غلط فہمی یہ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں اگر ہم تواضع اختیار کریں گے، انکساری اور عاجزی اپنائیں گے تو لوگوں کے دلوں میں ہمارا رعب و دبدبہ نہیں رہے گا۔ ہم وقار کھو دیں گے۔ لیکن ایسا نہیں:

تکبر ہوگا اسی میں جو بے برگ وثمر ہوگی
جس ٹہنی پر پھل ہوگا وہ ٹہنی سر جھکائے گی

یہ حدیث سن کر یقیناً آپ اس بات سے اتفاق کریں گے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ کسی معاملے میں بات کرنے لگا تو آپ ﷺ کی رعب کی وجہ سے وہ کپکپانے لگا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''گھبراؤ نہیں۔ میں بھی قریش کی ایک ایسی خاتون کا بیٹا ہوں جو کہ سوکھا گوشت کھاتی تھی۔''

حقیقت یہ ہے کہ تواضع میں رفعت ہے، عزت ہے اور تکبر میں ذلت وخواری۔ ایک عرب شاعر نے اسے ایک بہت خوبصورت تمثیل سے بیان کیا ہے:

''تواضع اختیار کرو گے تو ستارے کی طرح ہو جاؤ گے جو دیکھنے والوں کو تو پانی کی سطح پر نظر آتا ہے۔ حالانکہ وہ انتہائی بلندی پر ہوتا ہے۔

آپ دھوئیں کی طرح نہ ہو جائیں جو خود اوپر فضا میں جاتا تو ہے لیکن بے عزتی اور ذلت اس کا مقدر ہوتی ہے۔''

ظہور خیر البشر ﷺ

فضا زمانے کی تھی مکدر ظہور خیر البشر سے پہلے
جہاں میں تھا مستقل اندھیرا نمود نور سحر سے پہلے

ہوئی ہے تخلیق نور سرور ازل میں شمس و قمر سے پہلے
کہ ان چراغوں کو ضو ملی ہے انہیں کی روشنی نظر سے پہلے

کمال علم و عمل کا پیکر، کرم مجسم، تمام رحمت
جہاں میں ان خوبیوں کا انسان نہ آیا خیر البشر سے پہلے

حرا سے ایک چاند لے کر ابھرا، بتائے دیں کے نئے تقاضے
بایں عزائم نہ کوئی گذرا عمل کی اس راہ گذر سے پہلے

جہاں کو دور میں حیات دے کر وقار انسانیت بڑھایا
بشر کو اپنے مقام کی کچھ خبر نہ تھی اس خبر سے پہلے

خدا نے خود عرش پر بلا کر عطاء کیا ہے یہ خاص منصب
کسے یہ حاصل ہوئی ہے عظمت جہاں میں خیر البشر سے پہلے

خود اپنے دامن میں بڑھ کے لے گی گناہ گاروں کی شان رحمت
ندامتوں کے ڈھلیں تو آنسو بہ پیش حق چشم تر سے پہلے

نہ جانے کیا شے لئے ہوئے ہے زمین طیبہ کا ذرہ ذرہ
کہ دن نے عبرت کئے ہیں سجدے قدم قدم پر نظر سے پہلے

حضرت حاجی صاحب ترنگ زئی رحمۃ اللہ علیہ

قاضی حبیب الرحمان

تازہ خواہی داشتن گرداغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

آج سیاسی پیچیدگیوں، ہنگامہ آرائی، معاشی مشکلات، باہمی تفریق واختلاف کا دوردورہ ہے۔ زمانہ بدل چکا ہے۔ خیالات، رجحانات میں غیر معمولی انقلاب رونما ہے۔ دماغی بے اعتدالیوں اور برق رفتاری کے ساتھ دنیا ایک نامعلوم سمت جارہی ہے۔ اس بھاگ دوڑ میں کسی کو یہ فرصت نہیں کہ پیچھے مڑکر دیکھے اور موجودہ نسل کسی ذکر کہن کو سننے کے لئے تیار ہو۔ ایسے میں ماضی کی یہ فرسودہ بیانی بظاہر بے وقت کی راگنی ہے۔ مگر تاریخ کا نام جب تک قوموں میں زندہ ہے اور زندہ قومیں جب تک اپنی مذہبی، قومی تاریخ، اکابر کے شاندار کارنامے اور تابناک روایات کو سرمایہ حیات سمجھتی رہیں گی۔ اس وقت تک ہر پرانی یاد اور پرانا تذکرہ گزرے ہوئے حالات کے ساتھ منصۂ شہود پر کسی نہ کسی عنوان سے ضرور آتے رہیں گے اور ایسے دور میں جب نوجوان نسل کا رشتہ اپنے اسلاف سے کاٹ کر انہیں بے دینی بغاوت اور بدتہذیبی کا درس دیا جارہا ہو ایسے میں اپنے اسلاف کی ذرین تاریخ، شاندار کارنامے، تابناک خدمات اور قابل فخر روایات سے موجودہ نسل کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔ تاکہ نئی نسل اپنی مذہبی اور ملی ذمہ داریوں سے عہدہ براہو سکیں۔ ان اکابر کی خدمات کو اجاگر کرنا اسلام کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ کیونکہ یہ روشنی کے وہ مینار ہیں جن کے نقش پا کو نشان راہ بنا کر منزل مقصود تک پہنچا جاسکتا ہے۔

خیبر پختونخواہ کے لوگوں میں سامراج سے نفرت، اسلامیت کی تڑپ، بہادری، جانثاری اپنی مثال آپ ہے۔ اس کی بڑی وجہ ہندوستان کی افق پر ابھرنے والی تحریکوں کا تاریخی اور قدیمی رشتہ اس علاقے سے ہے۔ شاہ ولی اللہؒ نے ہندوستان کی آزادی کے لئے احمد شاہ ابدالی کو دعوت دی۔ شیر شاہ سوری کا گزر یہاں سے ہوا۔ اسی سرزمین سے ہندوستان پر محمود غزنویؒ نے فاتحانہ قدم رکھے۔ یہی وہ سرزمین ہے۔ جس کو سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیلؒ شہید نے ۱۸۲۶ء میں اپنا مرکز بنایا اور اسلامی نظام کا عمل یہاں سے شروع کیا۔ کیونکہ انہوں نے یہاں کے مسلمانوں میں اسلام کی خاطر قربانی دینے کی تڑپ کا جذبہ دیکھا تھا۔ اس خطے میں مجاہدین کی قربانیوں کی مثالیں موجود ہیں۔ ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو شاہ ولی اللہؒ کے قافلے کے یہ عظیم سپہ سالار بالاکوٹ کے مقام پر شہید ہوئے۔ بالاکوٹ کی پہاڑیاں آج بھی ان کی قربانیوں کی گواہی دے رہی ہیں۔ ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کو ختم کرنے میں انگریزوں کو سب سے زیادہ خطرہ خیبر پختونخواہ کے لوگوں سے تھا اور انہیں اپنے راستے میں حائل سمجھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے دہلی کے تخت پر قبضہ کرنے سے پہلے اس علاقہ پر قبضہ کرنے کو فوقیت دی۔ تاکہ اس علاقہ کے لوگوں کی جانب سے انگریزوں کے خلاف بغاوت کرنے کے راستے مسدود ہوجائیں۔ خیبر پختونخواہ کے مسلمانوں کا عمل

بالشریعت دینی وملی غیرت دیگر علاقوں کے مقابلہ میں بدرجہا فائق ہے۔ تحریک آزادی میں حصہ لینے والے ان متحرک اور فعال بزرگوں کی بدولت اس علاقہ میں کئی مدرسین، محدثین، مفسرین، مصنفین، مبلغین، سیاستین، مجاہدین اور واعظین پیدا ہوئے جن کے اثرات عام معاشرہ میں دکھائی دے رہے ہیں۔ جنہوں نے ایک طرف دینی قیادت کی مشعل روشن کی۔ تو دوسری طرف اسلامی سیاست کا پرچم تھاما۔ اپنے تن من دھن کی قربانیاں دے کر ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیں جس کی مثال رہتے دنیا تک کوئی نہیں دے سکتا۔ الغرض برصغیر کی تحریک آزادی کی تاریخ میں خیبر پختونخواہ کے سپوتوں کا کردار ایک روشن باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ تحریک مجاہدین یا غستانی تحریک کا تذکرہ ہو یا تحریک شیخ الہندؒ کی داستان ہو۔ تاریخ کا طالب علم اس صوبے کے عظیم سپوتوں کے کارناموں سے قطعاً صرف نظر نہیں کر سکے گا۔ ہمیں اپنے ان اکابر کے کارناموں پر فخر حاصل ہے۔ جو کردار کی دنیا میں جبل عظمت تھے۔

برصغیر کی تاریخ میں قافلہ شیخ الہندؒ کے عظیم مجاہد حضرت فضل واحد عرف حاجی صاحب ترنگ زئیؒ کی ناقابل فراموش کردار کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ ۱۸۴۶ء میں ترنگ زئی چارسدہ کے مقام پر سادات خاندان میں پیدا ہونے والے آزادی کے اس عظیم ہیرو کے والد کا نام فضل احمد تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں ملا حمید الدین سے حاصل کی۔ چودہ سال کی عمر میں جہکال کے ایک مدرسے میں چھ سال تک زیر تعلیم رہے۔ ۳۶ سال کی عمر میں دیوبند گئے۔ جہاں ان کی ملاقات مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور دیگر اکابر سے ہوئی اور وہیں سے ان اکابر کی قیادت میں حج کے لئے روانہ ہوگئے۔ جہاں پر انہوں نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے ہاتھ پر جہاد کی بیعت کی اور مکہ مکرمہ سے واپس آ کر حاجی صاحب ترنگ زئیؒ نے انگریزوں کے خلاف جہاد شروع کیا۔ مولانا نجم الدینؒ سے روحانی بیعت کر کے ان کے خلیفہ بنے اور سلسلہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ کے روحانی پیشوا گردانے گئے۔

حاجی صاحبؒ بہ یک وقت روحانی راہنما، عظیم مبلغ اور وطن عزیز کے آزادی کے بڑے مجاہد اور ہیرو تھے۔ جہاں انہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر کے امت کے عقائد کی حفاظت کا بیڑا اٹھایا۔ وہاں اسلام دشمن قوتوں کے خلاف مسلمانوں میں سیاسی بیداری اور جہاد کی آبیاری بھی اس انداز سے کی کہ آج تک اس علاقہ کے لوگوں میں سامراج دشمنی کے اثرات موجود ہیں۔ حاجی صاحبؒ لامذہبیت کے دور میں اسلامی اقدار کے امین اور محافظ تھے۔ اس وقت میں کہ جب ایک طرف سکھ اسلام کا نام مٹانا چاہتے تھے۔ تو دوسری طرف انگریز مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کر کے ان کو اسلام سے بیزار کرنے اور اسلامی تہذیب وتمدن ختم کرنے کے لئے کوشاں تھے۔ تو ایسے میں حاجی صاحبؒ کی مسلمان نوجوانوں کو اخلاقی پستی سے دور رکھنے کی کاوشیں ناقابل فراموش ہیں۔ انہوں نے مذہب اسلام کی اشاعت میں قابل فخر کردار ادا کیا۔ بدعات، خرافات اور دیگر غیر اسلامی رسومات کا قلع قمع کر کے معاشرے کی اصلاح کی۔ علوم نبوت کے چراغ روشن کرنے اور نوجوانوں میں مذہبی تعلیمات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے دینی مدارس کا قیام عمل میں لایا۔ لوگوں کے دلوں میں قومی خدمت کا شعور اجاگر کیا۔ انگریز کے جابرانہ قوانین اور معاشرتی برائیوں کے خلاف جہاد کیا۔ اس مرد مجاہد نے سب سے پہلے انگریزی عدالتوں اور

انگریزی تعلیم کا بائیکاٹ کیا۔ لوگوں کو اسلامی قوانین کے مطابق شرعی فیصلے کرنے کا مشورہ دیا اور اسلامی رسوم ورواج کے ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ قوم وملت کے رجحانات کو اسلامی بنیاد پر قائم رکھنے کے لئے برطانوی حکومت کی مشنری پالیسی کا مقابلہ کیا۔

حاجی صاحبؒ ترنگزئی اور ان کے رفقاء نے سنگلاخ پہاڑوں سے فرنگی استبداد کا مقابلہ کر کے انگریز کو لوہے کے چنے چبوائے۔ چار سو سال سے مسلمانوں کے لئے مرکزی حیثیت کی حامل سلطنت عثمانیہ کے خلاف اسلام دشمن طاقتوں نے جب اتحاد کیا۔ تو حاجی صاحبؒ نے ۱۹۱۴ء میں شیخ الہندؒ مولانا محمود الحسنؒ کے کہنے پر اپنی جائیداد کو خیر باد کہہ کر اور اپنے اہل وعیال کو ساتھ لے کر آزاد قبائل مہمند غازی آباد کو ہجرت فرمائی اور وہیں مقیم ہو کر ۲۲ سال تک فرنگیوں کے خلاف عملی جہاد کر کے انگریزوں کو سخت نقصان پہنچایا۔ سلطنت عثمانیہ کے خلاف انگریز کی سازشوں کے خلاف ترکوں کو تقویت پہنچانے اور انگریزوں کی مشکلات میں اضافہ کرنے کے لئے ان کو یہاں مصروف رکھا۔ تاکہ سلطنت عثمانیہ کے خلاف انگریز سامراج کی طاقت منقسم ہو سکے۔

حاجی صاحبؒ نے ۱۹۳۷ء میں وفات پائی۔ لیکن دیانتداری، دینداری، جدوجہد آزادی اور خلوص کی وجہ سے آج بھی لوگوں کے دلوں میں زندہ ہیں۔

حاجی صاحب ترنگ زئیؒ کے ساتھ خیبر پختونخواہ کے بہت سے مسلمانوں نے بھی جہاد میں حصہ لیا۔ بالخصوص ہزارہ سے مولانا فضل ربیؒ عرف پکھلی مولا آف بفہ اور مولانا محمد اسحاقؒ مانسہروی آپ کے قابل فخر رفقاء جہاد میں شامل تھے۔

شیخ الہندؒ کے اس قافلے نے جب تحریک ریشمی رومال میں افغانستان، ترکی اور آزاد قبائل سے انگریز گورنمنٹ پر حملے اور اندرون ملک بغاوت کا عظیم منصوبہ بنایا تو ان حملوں کے لئے صوبہ خیبر پختونخواہ میں مختلف محاذ بنائے گئے تھے۔ ان میں ایک محاذ اوگی ضلع مانسہرہ کا تھا۔ جس کی کمان یہاں کے انقلابی لیڈروں مولانا فضل ربیؒ آف بفہ اور مولانا محمد اسحاقؒ مانسہروی کے سپرد تھی۔ مولانا فضل ربیؒ بفہ مانسہرہ کے رہنے والے سواتی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جو یہاں کے ایک جید عالم دین مولانا محمودؒ کے فرزند تھے۔

۱۹۱۰ء میں دیوبند سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ہزارہ بھر میں انگریزوں کے خلاف اور اسلامی ممالک کی حمایت میں زبردست تحریک چلا کر یہاں کے لوگوں میں بیداری پیدا کردی۔ انگریز حکومت تاج برطانیہ کے خلاف لوگوں کو بغاوت پر اکسانے کے جرم میں مولانا فضل ربیؒ کے خلاف ڈپٹی کمشنر ہزارہ نے وارنٹ گرفتاری جاری کردیئے۔ اس طرح وہ بھیس بدل کر ہزارہ سے مجاہدین چمرقند کے پاس پہنچ گئے۔ چمرقند اور ستھانہ آزاد قبائل میں سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے مجاہدین کے مراکز تھے۔ جب شیخ الہندؒ نے ۱۹۱۴ء میں حاجی صاحبؒ ترنگ زئی کی قیادت میں انگریزوں کے خلاف جہاد کو منظم کرنے کی ہدایت کردی۔ تو مجاہدین چمرقند اور قبائلی علاقوں میں موجود دیگر ہندوستانی مجاہدین کے نام شیخ الہندؒ نے فرمان جاری کردیا کہ حاجی صاحبؒ کی قیادت میں متحد ہو کر برصغیر کی آزادی کے لئے جدوجہد کریں۔ تو مجاہدین چمرقند مولانا فضل ربیؒ کی قیادت میں حاجی صاحبؒ ترنگ زئی کے ساتھ

شامل ہوئے۔ چیف کمشنر پشاور نے ڈپٹی کمشنر ہزارہ مسٹر بولٹن کو ۲۹ اگست ۱۹۱۶ء کو لکھا کہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ بفہ مانسہرہ کا مولوی فضل ربی حاجی صاحب ترنگ زئیؒ کے ساتھ شامل ہو کر تاج برطانیہ کے خلاف سرگرم جہاد ہے۔ لہٰذا حکم دیا جاتا ہے کہ اس کے تمام رشتہ داروں کو گرفتار کر کے ان کی تمام جائیداد بحق تاج برطانیہ ضبط کی جائے۔ اس حکم نامے کے ملتے ہی ڈپٹی کمشنر ہزارہ نے مولانا فضل ربیؒ کے تمام رشتہ داروں کو جیل میں بند کر دیا اور ان کی جائیداد بھی ضبط کر دیں۔ چنانچہ ان کے چھوٹے بھائی فضل الٰہی اور قریبی رشتہ دار مولانا گل حسن کافی عرصہ تک جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ کیونکہ انگریز کے بدنام زمانہ قوانین فرنٹیئر کرائمز ریگولیشن FCR کے تحت ایک آدمی کے جرم میں اس قبیلے کے تمام رشتہ داروں کو سنگین سزائیں دی جاتی تھیں۔ جائیداد ضبط کر کے اپیل وانصاف کے حق سے محروم رکھا جاتا تھا۔

اسی طرح مولانا محمد اسحق مانسہرویؒ مرکزی جامع مسجد مانسہرہ کے خطیب کی حیثیت سے ہزارہ کے عوام میں انگریز سامراج کے خلاف نفرت اور آزادی کا شعور بیدار کرنے کے لئے جگہ جگہ ولولہ انگیز تقاریر کرتے رہے۔ اس جرم کی پاداش میں کئی دفعہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ مولانا محمد اسحق مانسہرویؒ کی انگریز مخالف پر جوش تقاریر نے انگریز حکام کو پریشان کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی سیاسی و مذہبی سرگرمیوں کو ختم کرنے کے لئے انگریزوں نے کئی حربے استعمال کئے۔ مقامی خوانین کو آپ کے خلاف بھڑکایا اور ان کے راستے میں کئی قسم کی مشکلات پیدا کیں۔ آپ پر کئی قاتلانہ حملے ہوئے لیکن انہوں نے انگریز کی ان سازشوں اور ریشہ دوانیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ انگریز کے خلاف ہر تحریک میں انہوں نے بھرپور حصہ لیا۔ مانسہرہ میں انگریزوں کی رجمنٹ مروادی تھی۔ جس کے بعد مانسہرہ میں ان کا داخلہ بند کر دیا گیا اور راولپنڈی میں مقیم ہو گئے۔ جہاں انہوں نے اپنی تبلیغی اور جہادی سرگرمیاں جاری رکھیں۔

آخر ۸ دسمبر ۱۹۶۲ء کو وفات پا گئے۔ ان اکابر اور مجاہدین اسلام کی بدولت انگریز کو یہاں سے بھاگنا پڑا اور پاکستان دنیا کے نقشے پر معرض وجود میں آیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

تحفظ ختم نبوت اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چمن کا اجلاس، ضلعی امیر صاحبزادہ قاری جنید احمد فردوسی کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ ملانا ثناء اللہ، مفتی جمال الدین، حاجی سید نسیم شاہ، حافظ عبدالرشید، حاجی محمد رمضان، قاری سدلیس احمد، قاری فضیل احمد، جناب محمد اشرف، اسد خان اور قاری بدیع اللہ سمیت کثیر تعداد میں کارکنوں نے شرکت کی۔ اجلاس سے قاری جنید احمد فردوسی نے پر مغز اور جاندار گفتگو فرمائی۔ اندرون و بیرون ملک قادیانی سازشوں پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ حاضرین کو مرزائی مصنوعات کے بائیکاٹ پر آمادہ کیا۔ میڈیا پر قادیانیوں کی فتنہ پردازیوں کا بھی جائزہ لیا گیا۔ آخر میں مفتی جمال الدین نے کارکنوں سے اپیل کی کہ ہر محلّہ، ہر گھر، ہر دکاندار اور تاجر کو ختم نبوت کے لٹریچر دے کر اس غلیظ ترین فتنہ سے آگاہ کیا جاوے۔ اجلاس مولانا بسم اللہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

کاروان آخرت

ادارہ

نومبر۲۰۱۴ء میں بہت سارے حضرات یکے بعد دیگرے اللہ رب العزت کے حضور چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! یہ ماہ ’’شہر الحزن‘‘ کا مصداق بن گیا۔

حضرت مولانا جمشید صاحب

تبلیغی جماعت کے عالمی رہنما، عالمی مبلغ اسلام وداعی، رائے ونڈ مدرسہ کے نامور شیخ الحدیث مولانا جمشید صاحب اس ماہ وصال فرماگئے۔ آپ کا تبلیغی جماعت کے مرکزی اور ممتاز رہنماؤں میں شمار ہوتا تھا۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے ممتاز تلامذہ میں شامل تھے۔

حضرت مولانا مجاہد خان الحسینی

نوشہرہ خیبر پختونخواہ کے بزرگ رہنما اور عالم دین، حضرت مولانا مجاہد خان اس ماہ وصال فرماگئے۔ آپ جمعیت علماء اسلام کے ممتاز رہنما تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دعاگو تھے۔ جمعیت علماء اسلام اور ختم نبوت کے تمام بزرگ وخورد حضرات کے لئے آپ کا وجود رحمت خداوندی کے حصول کا باعث تھا۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے عاشق صادق اور ممتاز وقابل اعتماد شاگرد تھے۔

خلیفہ عبدالقیوم

ڈیرہ اسماعیل خان کے جناب خلیفہ عبدالقیوم صاحب جو اہل سنت والجماعت کے مرکزی سرپرست تھے۔ آپ کا بھی اس ماہ وصال ہوگیا۔

حضرت مولانا قاضی حمداللہ صاحب

جامعہ دارالہدیٰ ٹھیڑی کے مہتمم اور قاضی خاندان کے چشم وچراغ مولانا قاضی حمداللہ صاحب کا بھی اس ماہ وصال ہوگیا۔

مولانا عبدالحلیم صاحب

قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب مدظلہ کے قریبی عزیز اور بزرگ رہنما مولانا عبدالحلیم صاحب کا بھی اس ماہ وصال ہوگیا۔

مولانا محمد احمد لدھیانوی کو صدمہ

اہل سنت والجماعت کے مرکزی رہنما مولانا محمد احمد لدھیانوی کے ایک داماد گاڑی کے حادثہ میں جان

بحق ہوگئے۔ جب کہ دوسرے داماد، دو بیٹیاں اور دو نواسے شدید زخمی ہوگئے۔ مولانا محمد احمد صاحب کے لئے یہ حادثہ جانکاہ ہے۔ حق تعالیٰ آپ کے حامی وناصر ہو۔

حاجی محمد انور

جمعیت علماء اسلام ملتان کے امیر اور ممتاز سماجی رہنما جناب الحاج محمد انور ملتانی بھی اس ماہ وصال فرماگئے۔

حاجی ارشاد احمد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان دفتر کے رفیق کار جناب عبدالرزاق مجاہد عبادی کے برادر جناب حاجی ارشاد احمد ریاض (سعودی عرب) میں اچانک دل کے دورہ سے وصال فرماگے۔

الحاج عبدالرحمٰن گوجرانوالہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے مخلص رہنما اور گوجرانوالہ کی ممتاز مذہبی وسماجی ہردلعزیز شخصیت جناب الحاج عبدالرحمٰن صاحب بھی اس ماہ حرکت قلب بند ہونے سے وصال فرماگئے۔

پیر طریقت پیر رضوان نفیس کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے ممتاز رہنما، پیر طریقت حضرت میاں رضوان نفیس کی والدہ محترمہ لاہور میں انتقال کرگئیں۔

مولانا ہارون الرشید کو صدمہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چوکی کے رہنما اور ممتاز عالم دین جامعہ دینیہ چوکی کے مہتمم مولانا ہارون الرشید کی والدہ محترمہ بھی چوکی میں وصال فرماگئیں۔

الحاج بشیر احمد کو صدمہ

پرمٹ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر اور بزرگ تاجر رہنما الحاج بشیر احمد صاحب کی اہلیہ محترمہ کا گزشتہ دنوں وصال ہوگیا۔

جناب ظفر اقبال اعوان کو صدمہ

بہاول پور کے معروف قانون دان جناب ظفر اقبال اعوان کی والدہ محترمہ کا بھی وصال ہوگیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام فوت شدگان کی بال بال مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی نعمت سے سرفراز فرمائیں۔ تمام فوت شدگان کے ورثاء کے صدمہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور ادارہ لولاک برابر کے شریک غم ہیں۔ حق تعالیٰ سب کو جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائیں۔ آمین بحرمۃ النبی الکریم!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر

مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ فیجی آئی لینڈ کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ اس دوران میں فیجی آئی لینڈ کے براڈ کاسٹنگ اسٹیشن سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ’’حیات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام‘‘ پر تقریر ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے کاغذات سے وہ تقریر ہمیں ملی ہے جو ہم قارئین لولاک تک پہنچانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ یہ تقریر ۸؍دسمبر ۱۹۶۸ء کو ساڑھے آٹھ بجے شب نشر ہوئی تھی۔ آپ نے فیجی آئی لینڈ لٹوکا مسلم لیگ کی دعوت پر یہ سفر کیا تھا۔ (ادارہ)

حیات حضرت مسیح علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو پیدائش سے وفات تک بہت سے انعامات سے نوازا ہے...... ان کی پیدائش بغیر باپ...... پیدا ہوتے ہی اپنی ماں کی صداقت و پاکدامنی ظاہر کرنے کے لئے کلام کرنا...... جسمانی مردوں کو زندہ کرنا...... زندہ آسمان پر اٹھایا جانا...... قیامت سے پہلے اس دنیا میں تشریف لانا اور اسلام پھیلانا...... قرآن وحدیث کا علم عطاء کیا جانا...... یہ سب امور بطور معجزہ انہیں عطاء کئے گئے۔

بعض مسلمان کہلانے والے جنہیں قرآن وحدیث کا علم نہیں ان سب امور کو ناممکن سمجھتے ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ جو امر ہماری سمجھ اور ہمارے مشاہدہ سے بالاتر ہے وہ قانون قدرت کے خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی قدرتیں غیر محدود ہیں۔ محدود عقل والا انسان، محدود تجربہ والا انسان، غیر محدود قدرت خداوندی کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے متعلق شکوک وشبہات انہیں لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو اپنے جیسا ضعیف وکمزور اور محدود طاقت والا سمجھتے ہیں۔ انہیں سمجھنا چاہئے کہ معجزات بھی قانون خداوندی کے تحت ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ لیکن وہ عام جاری وساری قانون سے مختلف ہوتے ہیں۔ معجزات کے قانون اور عام قانون میں خاص اور عام کا فرق ہے۔ معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ جس کا بطور دلیل انبیاء علیہم السلام کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے اظہار ہوتا تھا۔ اسے معجزہ اسی لئے کہا جاتا تھا کہ انسان اس کے اظہار سے عاجز ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش

جس خالق کل نے حضرت آدم علیہ السلام اور دنیا کے ابتدائی درند، چرند، پرند اور ہر جاندار جوڑے کو بغیر ماں اور بغیر باپ پیدا کیا۔ اسی قادر مطلق نے حضرت مسیح علیہ السلام کو بغیر باپ پیدا فرمایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت مریم کے پاس تشریف لائے اور انہیں فرمایا: ’’ انما انا رسول ربک لاھب لک غلما ذکیا • قالت انّی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اک بغیاً • قال کذالک قال ربک

ھو علی ھیّن ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امراً مقضیاً (مریم:۱۹ تا ۲۱)‘‘ ﴿جبرائیل علیہ السلام نے کہا: اے مریم! میں تو تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں اور پیغام لایا ہوں کہ تمہیں پاکیزہ بیٹا عطاء کیا جائے۔ مریم نے کہا: میرے بیٹا کیسے ہوگا۔ مجھے کسی مرد نے ہاتھ نہیں لگایا اور نہ میں بدکار رہوں؟ جبرئیل نے کہا یوں ہی ہو جائے گا۔ تمہارے رب نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بات مجھ کو آسان ہے اور اس طور پر اس لئے پیدا کریں گے تاکہ ہم اس کو لوگوں کے لئے ایک نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے باعث رحمت بنائیں اور یہ ایک طے شدہ بات ہے۔﴾

مسیح علیہ السلام کا معجزانہ کلام

حضرت مسیح علیہ السلام کی دنیا میں تشریف آوری کے بعد کا واقعہ قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے: ’’فاتت بہ قومھا تحملہ قالوا یٰمریم لقد جئت شیئاً فریاً ۰ یاخت ھٰرون ما کان ابوک امرأ سوء وما کانت امک بغیاً ۰ فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیاً ۰ قال انی عبداللہ اٰتٰنی الکتٰب وجعلنی نبیاً (مریم:۲۷ تا ۳۰)‘‘ ﴿پس مریم علیہا السلام ان کو گود میں اپنی قوم کے پاس لائیں۔ لوگوں نے کہا: اے مریم! تو ایک عجیب چیز لائی ہے۔ اے ہارون کی بہن! تمہارے باپ برے آدمی نہ تھے اور نہ تمہاری ماں بدکار تھی۔ پس مریم نے بیٹے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم ایسے لڑکے سے کیسے بات کریں جو ابھی گود میں ہے۔ مسیح علیہ السلام نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں۔ وہ مجھے کتاب دے گا اور مجھے نبی بنائے گا۔﴾

مسیح علیہ السلام کے معجزات

حضرت مسیح علیہ السلام نے نبی مبعوث ہونے کے بعد فرمایا: ’’انّی قد جئتکم باٰیۃ من ربکم انّی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیراً باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتیٰ باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذالک لاٰیۃ لکم ان کنتم مؤمنین (اٰل عمران:۴۹)‘‘ ﴿میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار سے معجزہ لے کر آیا ہوں۔ وہ یہ کہ میں تم لوگوں کے لئے مٹی سے ایسی شکل بناتا ہوں جیسی پرندہ کی شکل ہوتی ہے۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اڑنے والا پرندہ بن جاتا ہے اور میں اچھا کرتا ہوں مادرزاد اندھے کو اور کوڑھی کو اور زندہ کردیتا ہوں مردوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور میں تم کو بتادیتا ہوں جو کچھ اپنے گھروں میں کھاتے ہو اور جو رکھ آتے ہو بلاشبہ ان میں معجزہ ہے تم لوگوں کے لئے اگر تم ایمان والے ہو۔﴾

حضرت مسیح علیہ السلام کی پیش گوئی کے مطابق بعض لوگوں نے مسیحیت اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ جب ان سے کہا گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے حکم سے کوڑھیوں کو تندرست کرتے، اندھوں کو آنکھیں عطاء کرتے اور مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ تم مسیح ہو تو تم بھی اندھوں کو آنکھیں اور لنگڑوں کی ٹانگیں درست کرنے کا معجزہ دکھاؤ۔ یہ مدعیان مسیحیت خود کوئی معجزہ نہ دکھا سکتے تھے۔ اس لئے حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کی غلط تاویل کر دی کہ مسیحی معجزات سے مراد روحانی کوڑھی، روحانی اندھے اور روحانی مردے ہیں۔ جسمانی مریض اور جسمانی مردے مراد نہیں۔ ان کی یہ تاویل اس لئے غلط ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک قریباً

ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی دنیا میں تشریف لائے۔ کیا کسی نبی نے روحانی مریض اور روحانی مردے تندرست اور زندہ نہیں کئے؟ روحانی مردے زندہ کرنا کسی ایک نبی کی خصوصیت نہ تھی یہ تمام انبیاء علیہم السلام کا فریضہ تھا۔ اس لئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے کسی نبی کے متعلق نہ فرمایا کہ اس نے کوڑھیوں کو تندرست کیا۔ اندھوں کو آنکھیں دیں اور مردوں کو زندہ کیا۔ خصوصیت سے حضرت مسیح علیہ السلام کو یہ معجزات عطاء کرنے کا ذکر فرمایا۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے بـاذن اللّٰہ جسمانی کوڑھیوں کو تندرست کیا۔ جسمانی اندھوں کو آنکھیں عطاء کیں اور جسمانی مردوں کو زندہ کیا تھا۔

حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان پر اٹھایا جانا

حضرت مسیح علیہ السلام کے منکرین نے جب مٹی کے بنائے ہوئے پرندوں کو اڑتے ہوئے، کوڑھیوں کو تندرست، اندھوں کو آنکھ والا اور مردوں کو زندہ ہوتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے حضرت کے ان معجزات کو جادو سمجھ کر حضرت کو جادوگر قرار دیا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام سے فرمائے گا: ’’واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبینٰت فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الا سحر مبین (مائدہ:۱۱۰) ‘‘ ﴿(اے عیسیٰ وہ وقت یاد کر) جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے دور ہٹائے رکھا۔ جب تو ان کے پاس روشن دلائل لایا تو ان میں سے منکروں نے کہا یہ تو صریح جادو کے سوا کچھ نہیں۔﴾

حضرت مسیح علیہ السلام کے منکرین نے انہیں جادوگر قرار دیا اور ان کے قتل کے لئے تدبیریں اور سازشیں شروع کردیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین (ال عمران:۵۴) ‘‘ ﴿مسیح علیہ السلام کے مخالفین نے تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ سب تدبیر کرنے والوں سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔﴾

حضرت امام رازی ؒ نے مکر کے معنی لکھے ہیں: ’’لانہ عبارۃ عن التدبیر المحکم الکامل ثم اختص فی العرف بالتدبیر فی ایصال الشر الی الغیر (تفسیر کبیر) ‘‘ ﴿مکر سے تدبیر محکم اور کامل مراد ہے۔ پھر عرف عام میں یہ لفظ ایسی تدبیر میں خاص ہوگیا جو کسی دوسرے کو ضرر پہنچانے کے لئے کی جائے۔﴾

مشہور مفسر قرآن حضرت امام رازی ؒ جنہیں چھٹی صدی ہجری کا مجدد کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے مکر یعنی تدبیر کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ’’واما مکرھم بعیسیٰ علیہ السلام فھو انھم ھمّوا لقتلھم واما مکر اللہ بھم ففیہ وجوہ...... مکر اللہ تعالیٰ بھم انہ رفع عیسیٰ علیہ السلام الی السماء وذالک ان یھودا ملک الیھود اراد قتل عیسیٰ وکان جبرئیل علیہ السلام لا یفارقہ ساعۃ وھو معنیٰ قولہ تعالیٰ وایدناہ بروح القدس فلما ارادوا ذالک امرہ جبرائیل ان یدخل بیتاً فیہ روزنۃ فلما دخلوا البیت اخرجہ جبرائیل من تلک الروزنۃ وکان قد القی شبھہ علیٰ غیرہ فاخذ وصلب...... وفی الجملۃ فالمراد من مکر اللہ تعالیٰ بھم ان رفعہ الی السماء وما منھم من ایصال الشر الیہ (تفسیر کبیر) ‘‘ ﴿اور عیسیٰ علیہ السلام کے مخالفین کا مکر یعنی تدبیر یہ تھی کہ انہوں نے ان کے قتل

کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر ان کے مخالفین سے۔ سو اس کی کئی صورتیں ہوئیں...... ! ایک صورت یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور یہ اس طرح ہوا کہ مخالفین کے بادشاہ نے حضرت کے قتل کا ارادہ کیا اور جبرائیل علیہ السلام ایک ساعت بھی ان سے جدا نہ ہوتے تھے اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا ’’وایدناہ بروح القدس ‘‘یعنی ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جبرائیل علیہ السلام سے مدد دی۔ پس جب مخالفین نے قتل کا ارادہ کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک مکان میں داخل ہو جانے کے لئے فرمایا۔ اس مکان میں کھڑکی تھی۔ پس جب مخالفین مسیح اس مکان میں داخل ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اس کھڑکی سے نکال لیا اور حضرت مسیح علیہ السلام کی شباہت ایک اور آدمی پر ڈال دی۔ پس وہی پکڑا گیا اور صلیب پر لٹکایا گیا...... غرضیکہ مخالفین حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور ان کے مخالفین کو ان کے ساتھ شرارت کرنے سے روک دیا۔ ﴾

جب حضرت مسیح علیہ السلام کے مخالفین انہیں قتل کرنے کی سازشیں کر رہے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو بطور تسلی وتشفی ارشاد فرمایا: ’’اذ قال اللہ یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطھرک من الذین کفروا (ال عمران:۵۵) ‘‘ جب فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ علیہ السلام! میں تجھ کو اپنے قبضہ میں لینے والا ہوں اور منکرین کی صحبت سے تجھے پاک کرنے والا ہوں۔ آیت مبارکہ کا مفہوم صاف ہے کہ اے عیسیٰ! تیرے مخالفین تجھے چھو نہیں سکیں گے۔ گرفتار نہیں کر سکیں گے۔ صلیب پر نہیں چڑھا سکیں گے اور قتل نہیں کر سکیں گے۔ بلکہ تجھے زندہ آسمان پر اٹھالوں گا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ وعدہ اسی وقت پورا ہونے والا تھا اور اس میں توقف نہ تھا۔ چنانچہ حضور شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباسؓ جن کے علم قرآن کے لئے حضرت نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تھی، فرماتے ہیں: ’’فاجتمعت الیھود علیٰ قتلہ فاخبرہ اللہ بانہ یرفعہ الی السماء ویطھرہ من صحبۃ الیھود (سراج منیر) ‘‘ ﴿جب مخالفین ومنکرین مسیح علیہ السلام انہیں (عیسیٰ علیہ السلام کو) قتل کرنے کے لئے اکٹھے ہوئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں خبر دی کہ میں تجھے آسمان پر اٹھالوں گا اور تیرے منکرین ومخالفین کی صحبت سے تجھے پاک رکھوں گا۔ ﴾

اس آیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے لفظ ’’توفی‘‘ آیا ہے جس کا مادہ ’’وفا‘‘ ہے۔ جس کے معنی ہے پورا کرنا۔ عربی زبان کے لحاظ سے باب تفعل میں اخذ یعنی لینے کے معنی زائد ہو جاتے ہیں۔ پس توفی کے معنی ہے ’’اخذ الشیٔ وافیاً ‘‘ یعنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا۔ نیند اور موت اس کے مجازی معنی ہیں۔ مجازی معنوں کے لئے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس آیت میں موت کے لئے کوئی قرینہ نہیں۔ بلکہ ’’رافعک الیّ ‘‘ زندہ آسمان پر اٹھا لینے کا ذکر ہے۔ اگر کوئی کہے کہ اس آیت میں آسمان کا لفظ نہیں بلکہ ’’رافعک الیّ ‘‘ ہے تو اسے سمجھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مقام نہیں۔ لیکن اس کی ذات گرامی کی نسبت بلندی یا آسمان کی طرف ہی کی جاتی ہے۔ پس ’’رافعک الیّ ‘‘ سے مراد آسمان کی طرف اٹھانا ہی ہے۔

بعض لوگ متوفیک کے معنی کرتے ہیں کہ اے عیسیٰ! میں تجھے موت دوں گا۔ یہ معنی اگر تسلیم کئے جائیں تو

مطلب یوں ہوگا کہ اے عیسیٰ تمہارے مخالفین نے جو تمہارے قتل کی سازش کی ہے اس کے مقابلہ پر میں نے یہ تدبیر کی ہے کہ میں ضرور تمہیں موت دوں گا۔ یہ مخالفین حضرت مسیح علیہ السلام کی سازش کی تردید ہے یا ان کی تائید؟ دنیا میں بعض انسانوں کے قتل کی سازش ہوتی ہے۔ ان پر حملے ہوتے ہیں اور قتل ہونے سے بچ جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرمائے کہ میں تجھے موت دوں گا تو اللہ تعالیٰ کے موت دینے سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ یہاں موت معنی کرنے میں مخالفین حضرت مسیح علیہ السلام کی تائید ہوتی ہے اور ان کی سازش کو کامیاب کرنے کا اعلان ہے۔ حالانکہ یہ آیت حضرت مسیح علیہ السلام کی تسلی وتشفی اور ان کے مخالفین کی سازش کو ناکام ظاہر کرنے کے لئے نازل ہوئی تھی۔ پس یہاں یہ معنی صحیح ہیں کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو اپنے قبضہ میں لینے والا ہوں اور موت سے بچانے والا ہوں اور تجھے زندہ آسمان پر اٹھانے والا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت انہیں زندہ آسمان پر اٹھالیا گیا۔ سورۂ نساء میں تفصیل فرمادی گئی ہے۔

’’وقولھم انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم وان الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالھم بہ من علم الا اتباع الظن وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً (النساء:۱۵۷،۱۵۸)‘‘ ﴿اور مخالفین مسیح علیہ السلام کے اس قول پر کہ ہم نے عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ کو قتل کردیا۔ حالانکہ انہوں نے اس کو نہ قتل کیا اور نہ اس کو صلیب پر چڑھایا لیکن انہوں نے قتل کیا اس شخص کو جو ان کے لئے مسیح کا ہم شکل بنایا گیا تھا اور بے شک وہ لوگ جنہوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا البتہ وہ اس شک میں پڑے ہیں ان کو اس کا کوئی علم نہیں، سوائے ظن کی پیروی کے اور انہوں نے اس کو ہرگز قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اوپر اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔﴾

اس آیت میں مخالفین ومنکرین حضرت مسیح علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے اپنی ناراضگی کا سبب ان کے قول، یعنی دعویٰ قتل قرار دیا ہے۔ پس انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کوئی ایسا فعل نہیں کیا۔ یعنی علم الٰہی کے مطابق انہوں نے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گرفتار کیا نہ ان کو کوڑے لگائے نہ صلیب پر چڑھایا نہ ہاتھوں، پاؤں اور پنڈلیوں میں میخیں ٹھونکیں۔ اگر فی الواقع ایسا ہوا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان کے ان افعال کو اپنی ناراضی کا سبب ٹھہراتے۔ پس صاف ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مخالفین ومنکرین کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات گرامی تک پہنچنے نہ دیا۔ پیشتر اس کے وہ انہیں گرفتار کرنے کے لئے ان کے نزدیک پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمان پر اٹھالیا۔

بعض کم فہم لوگوں کا یہ عقیدہ غلط اور خلاف قرآن مجید ہے کہ منکرین ومخالفین نے حضرت مسیح علیہ السلام کو گرفتار کیا۔ کوڑے لگائے اور انہیں صلیب پر چڑھا کر ان کے ہاتھوں، بازوں، پنڈلیوں اور پاؤں میں میخیں ٹھونکی گئیں اور وہ مردوں جیسے ہوگئے۔ لیکن درحقیقت وہ زندہ تھے۔ مخالفین نے سمجھا کہ وہ مرگئے اور انہیں دفن کردیا۔ ان کے شاگردوں نے ان کو قبر سے نکالا ان کے زخموں کا علاج کیا وہ تندرست ہوکر وہاں سے بھاگ گئے اور پھر کسی وقت فوت ہوگئے۔

اس آیت مبارکہ میں صاف ارشاد ہے کہ ’’ما قتلوہ وما صلبوہ‘‘ کہ مخالفین نے نہ حضرت مسیح علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ ہی انہیں صلیب پر چڑھایا گیا۔ آیت کے آخر میں فرمایا: ’’وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیماً‘‘ کہ مخالفین نے یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اوپر

اپنی طرف یعنی آسمان پر اٹھالیا۔ اللہ تعالیٰ غالب ہے آسمان پر لے جانا اس کے لئے نہایت آسان ہے حکمت کے تحت اس نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور آیت مبارکہ میں مسیح علیہ السلام کی گرفتاری اوران کے صلیب پر چڑھائے جانے کی نفی فرمائی ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت مسیح علیہ السلام کو فرمائیں گے:''واذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبینٰت فقال الذین کفروا منھم ان ھذا الا سحر مبین (مائدہ:۱۱۰)''﴿اے عیسیٰ جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے دور ہٹائے رکھا جب تو ان کے پاس روشن دلائل لایا تو ان میں سے منکروں نے کہا یہ تو صریح جادو کے سوا کچھ نہیں۔﴾

پس جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول برحق سے ان کے دشمن یہودیوں کو بالکل دور ہٹائے رکھا اور آپ کے پاس پھٹکنے نہ دیا تو پھر وہ کس طرح آپ کو کوئی اذیت وتکلیف پہنچا سکتے تھے اور کیسے صلیب پر چڑھا سکتے تھے؟ اس آیت نے صاف واضح کردیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان کے مخالفین کے ہاتھ میں گرفتار نہیں ہونے دیا اور انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچنے دی۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اٹھالیا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ ہمیشہ آسمان پر رہیں گے اور انہیں موت نہیں آئے گی؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:''وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنّن بہ قبل موتہ ویوم القیٰمۃ یکون علیھم شھیداً (النساء:۱۵۹)''

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کا فارسی زبان میں ترجمہ فرماتے ہیں:''ونباشد ہیچ کس از اہل کتاب البتہ ایمان آورد بعیسیٰ پیش از مردن عیسیٰ وروز قیامت باشد عیسیٰ گواہ برایشان'' اور اہل کتاب میں سے کوئی نہ ہوگا یہ کہ وہ یقیناً ایمان لائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے اور حضرت عیسیٰ قیامت کے دن ان اہل کتاب پر اس کی گواہی دیں گے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام ابھی زندہ ہیں وہ قیامت کے دن سے پہلے آسمان سے اس دنیا میں نازل ہوں گے اور ان کی وفات سے پہلے تمام اہل کتاب ان کی نبوت پر ایمان لاکر داخل اسلام ہوں گے۔ حضور سرور کائنات خاتم الانبیاء ﷺ نے فرمایا:''عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویفیض المال حتّٰی لا یقبلہ احدلم یقول ابوھریرۃ فاقرؤا ان شئتم وان من اھل الکتٰب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیداً''﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ البتہ عنقریب تم میں ابن مریم صاحب عدل وانصاف حاکم ہوکر اتریں گے۔ پس صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کریں گے۔ (کیونکہ دنیا میں کوئی غیر مسلم نہیں رہے گا) اور مال اس قدر کثرت سے ہوجائے گا کہ کوئی اس کو قبول نہ کرے گا۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔''وان من اھل الکتٰب......''﴾

قرآن مجید میں ایک درجن سے زائد آیات ہیں۔ جن میں حیات حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے اور

حضرت نبی کریم ﷺ کی ستر کے قریب احادیث ہیں کہ جن سے حیات حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی تشریف آوری کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ حضرت حسن بصری ؒ روایت بیان فرماتے ہیں: ’’عن الحسن قال قال رسول اللہ ﷺ للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ (ابن جریر درمنثور)‘‘ ﴿سیدالتابعین وشیخ الصوفیاء حضرت حسن بصری ؒ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً عیسیٰ علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اور یقیناً اے یہودیو! تم میں قیامت سے پہلے واپس آئیں گے۔﴾

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے: ’’عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمساً واربعین سنۃ ثم یموت فیہ فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبرٍ واحد بین ابی بکر وعمر (مشکوٰۃ)‘‘ ﴿حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ عیسیٰ ابن مریم زمین کی طرف نازل ہوں گے۔ پس نکاح کریں گے اور ان کے اولاد ہوگی اور پینتالیس برس تک اس دنیا میں رہیں گے۔ پھر فوت ہوں گے اور میرے پاس میرے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ پھر میں اور عیسیٰ ابن مریم قیامت کے دن ایک ہی مقبرہ سے اٹھیں گے۔﴾

احادیث میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک سو سے زائد علامات ہیں۔ مثلاً آنے والے کا نام عیسیٰ ہے۔ لقب مسیح ہے۔ ماں کا نام مریم ہے۔ بغیر باپ تھے۔ آسمان سے اتریں گے۔ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ ہوں گے۔ سر کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوں گے۔ ان پر دو زرد رنگ کی چادریں ہوں گی۔ دمشق شہر کے شرق کی طرف سفید منارہ کے پاس آسمان سے اتریں گے۔ حضرت مہدی اسلامی فوج کے ساتھ وہاں پہلے سے موجود ہوں گے۔ نماز کے لئے اذان ہو چکی ہوگی۔ جب مسیح علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو حضرت مہدی انہیں فرمائیں گے کہ آپ نماز کی امامت کرائیے۔ حضرت مسیح علیہ السلام انکار فرمائیں گے۔ چنانچہ نماز کی امامت حضرت مہدی کرائیں گے۔ دجال بھی اپنے لشکر سمیت وہاں آیا ہوا ہوگا۔ اسلامی سپاہ اور دجال کی فوج میں لڑائی ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے۔ غرضیکہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی سو سے زائد علامات ارشاد فرمائی ہیں جن کی تفصیل اس وقت نہیں ہو سکتی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے کئی لوگوں نے مسیح ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرنا تھا۔ جن میں سے کئی جھوٹے مسیح ہو چکے ہیں اور شاید آئندہ بھی جھوٹا مسیح اور جھوٹا نبی کا دعویٰ کرنے والے پیدا ہوں۔ جیسا کہ بائبل میں پیش گوئی ہے: ’’یسوع نے ان سے کہنا شروع کیا خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے۔ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ وہ میں ہی ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے۔‘‘

(انجیل مرقس، باب:۱۳، ورس:۶،۷)

’’کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور نشان اور عجیب کام دکھائیں گے تاکہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر دیں۔‘‘ (انجیل مرقس باب:۱۳، ورس:۲۱،۲۲)

قرآن مجید میں یا کسی حدیث میں یا گذشتہ پونے چودہ سو سال میں کسی صحابی کسی تابعی کسی محدث کسی مفسر یا کسی مسلمان کا قول نہیں کہ: ’’مسیح علیہ السلام فوت ہو کر زمین میں دفن ہو گئے تھے۔ ان کا کوئی مثیل دنیا میں آئے گا۔‘‘ لہٰذا وفات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ قرآن مجید حدیث شریف اور اجماع امت کے خلاف ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو حیات حضرت مسیح علیہ السلام کے عقیدہ پر قائم رکھے۔ آمین!

’’واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین‘‘

لال حسین اختر...... ناظم اعلیٰ! مجلس مرکزیہ تحفظ ختم نبوت ملتان (پاکستان) حال وارد دفتر نیچی مسلم لیگ لٹوکا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے زیر اہتمام انعام گھر کا انعقاد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ننکانہ صاحب کے زیر اہتمام سیرت النبی ﷺ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے موضوعات پر مبنی دلچسپ اور معلوماتی پروگرام انعام گھر (سوالاً جواباً) مورخہ ۱۸؍اکتوبر ۲۰۱۴ء ۸بجے رات بمقام بابا فریدؒ پارک ننکانہ صاحب میں منعقد ہوا۔ جس میں آسان سوالات پر سینکڑوں قیمتی انعامات دیئے گئے۔ اس پروگرام کی صدارت ننکانہ صاحب کی جماعت کے امیر جناب بشیر احمد زرگر صاحب نے کی جب کہ مہمان خصوصی مولانا اللہ وسایا صاحب تھے۔ اس پروگرام کی کمپیئرنگ جماعت کے سرپرست جناب محمد متین خالد نے کی۔ انعام گھر میں سینکڑوں لوگوں نے شرکت کی۔ یہ پروگرام اس قدر دلچسپ تھا کہ رات ڈیڑھ بجے تک لوگ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کے سرکوبی کے موضوعات پر سوالات اور جوابات نہایت توجہ اور دلچسپی سے سنتے رہے۔ ایک موقع پر ڈنر سیٹ کے انعام پر جب مجمع سے پوچھا گیا کہ آنجہانی مرزا قادیانی پر جو فرشتہ نام نہاد وحی لے کر آتا تھا اس کا نام کیا ہے۔ تو تقریباً تمام پنڈال نے ہاتھ کھڑے کئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عالمی مجلس ختم نبوت کی شبانہ روز محنت سے لوگوں میں تحفظ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کا شعور آچکا ہے۔ مرزا قادیانی کے شعر ’’کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں...... ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار‘‘ پر مجمع میں خوب قہقہے لگے۔ پروگرام میں عوام الناس کی دلچسپی کے تمام مواقع موجود تھے۔ پروگرام میں شرکت کرنے والوں میں سے سب سے موٹے شخص کو فٹ بال اور کمزور آدمی کو سیبوں کا مربہ دیا گیا۔ تقریباً ساڑھے بارہ بجے مولانا اللہ وسایا صاحب کا ایمان پرور خطاب ہوا۔ ان کے خطاب سے پہلے اعلان ہوا کہ حضرت کی تقریر میں سے ایک سوال پوچھا جائے گا۔ درست جواب پر ایک پیڈسٹل پنکھا دیا جائے گا۔ چنانچہ اس پر مجمع نے نہایت توجہ اور ہمہ تن گوش ہو کر مولانا اللہ وسایا کا خطاب سنا۔ مولانا اللہ وسایا نے نہایت مدلل اور پر مغز انداز میں حضور نبی کریم ﷺ کی محبت اور سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی۔ درود شریف کی فضیلت پر ایسا بیان شاید ہی کبھی ہوا ہو۔ پورا مجمع عش عش کر اٹھا۔ بعد میں حضرت مولانا کی تقریر میں سے سوال تیار کیا گیا۔ درست جواب پر کامیاب امیدوار کو پیڈسٹل پنکھا دیا گیا۔ موٹر سائیکل کے لئے ۵سوالات کے درست جوابات دینا ضروری تھے۔ مگر اس کے لئے شرکاء میں سے کوئی بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ آخر میں مولانا اللہ وسایا سمیت تمام مہمانوں کو خوبصورت شیلڈز دی گئیں۔ رات تقریباً ڈیڑھ بجے حضرت مولانا مفتی صغیر احمد کی دعا سے پروگرام کا اختتام ہوا۔

گوہر شاہی

جناب عبدالغنی

جن لوگوں نے اپنے مذموم مقاصد کے حصول اور امت مسلمہ کو گمراہ کرنے کے لئے حضرت مہدی علیہ الرضوان ہونے کے جھوٹے دعوے کئے۔ ان کی خاصی تعداد ہے۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

ایران کے محمد علی باب اور بہاء اللہ شیرازی۔ جنہوں نے بہائی مذہب کی بنیاد ڈالی اور ان کے پیروکار دنیا کے مختلف خطوں میں موجود ہیں۔ امریکہ کے ماسٹر فادر محمد اور عالیجاہ محمد، جن کا مذہب ''نیشن آف اسلام'' موجودہ پیشوا لوئیس فرحان کی قیادت میں پھیل رہا ہے۔ اسی طرح پاکستان کے علاقہ مکران میں ذکری مذہب سینکڑوں سال سے چلا آ رہا ہے جس کا آغاز ملا محمد اٹکی نے مہدی کے دعوی سے کیا تھا۔ اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ جات میں ایک دعویٰ مہدی ہونے کا بھی تھا۔

انہیں جھوٹے دعویداروں میں ایک نام ریاض احمد گوہر شاہی کا بھی ہے۔ اس کا نام ریاض احمد ہے۔ والد کا نام فضل حسین مغل تھا جو کہ ایک سرکاری ملازم تھے۔ گوہر شاہی دادا کی طرف نسبت ہے جن کا نام گوہر علی شاہ تھا جو کہ سری نگر کے رہائشی تھے۔ وہاں ان سے ایک قتل سرزد ہوا۔ پکڑے جانے کے ڈر سے راولپنڈی آ گئے اور نالہ لئی کے پاس رہائش پذیر رہے۔ جب انگریزی پولیس کا ڈر زیادہ ہوا تو فقیری کا روپ دھار کر تحصیل گوجر خان کے ایک جنگل میں ڈیرہ لگایا۔ جہاں کافی لوگ ان کے مرید ہو گئے اور جنگل کو نذرانے میں پیش کر دیا۔ یہی جنگل ڈھوک گوہر علی شاہ کے نام سے آباد ہوا اور یہیں ریاض احمد گوہر شاہی ۲۵ نومبر ۱۹۴۱ء میں پیدا ہوا۔

تعلیم: اپنے گاؤں میں ہی مڈل پاس کیا اور پھر پرائیویٹ طور پر میٹرک کیا۔ اس کے بعد ویلڈنگ اور موٹر مکینک کا کام سیکھ کر اس کی دوکان کھولی۔ مگر اس میں کوئی نفع حاصل نہ ہوا۔ حصول روزگار کے لئے پریشانی ہوئی تو اس نے سوچا کہ دادا والا کام دھندہ یعنی پیری مریدی شروع کر دی جائے۔ اس کے لئے ابتداءً خانقاہ کے چکر لگائے، خود لکھتا ہے: ''کئی سال سیہون کے پہاڑوں اور لال باغ میں چلے اور مجاہدے کئے۔ مگر گوہر مراد حاصل نہ ہوا اور پھر بری امام اور داتا دربار بھی رہا۔ مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔''

مزید لکھتا ہے: ''اس کے بعد طبیعت بگڑ گئی۔ بیس سال کی عمر سے تیس سال تک ایک گدھے کا اثر رہا۔ نماز وغیرہ ختم ہو گئی۔ جمعہ کی نماز بھی ادا نہ ہو سکی۔ زندگی سینماؤں اور تھیٹروں میں گزرتی۔ حصول دولت کے لئے حلال و حرام کی تمیز جاتی رہی۔ بے ایمانی، جھوٹ اور فراڈ شکار بن گیا۔ (روحانی سفر ص:۱۳ تا ۱۶)

پھر ایک مرتبہ عزم مضبوط کر کے سندھ کے پسماندہ اور غیر تعلیم یافتہ علاقے جام شورو ٹیکسٹ بک بورڈ میں جھونپڑی ڈال کر پیری مریدی شروع کر دی۔ کچھ کمزور عقیدہ لوگوں کی آمد شروع ہو گئی۔ لیکن قریبی یونیورسٹی کے پرنسپل نے سارا منصوبہ خاک میں ملا دیا اور جھونپڑی اکھاڑنے کا حکم دیا۔ ہم نے چپ چاپ اکھاڑ لی۔ (روحانی سفر ۸،۹)

پھر حیدرآباد سرے گھاٹ میں رہنے لگا۔ اپنے آپ کو سید ظاہر کیا۔ جبکہ تھا مغل۔ سندھ کے لوگ چونکہ سید کے نام پہ مرتے ہیں۔ اس لئے اس کی کافی پذیرائی کی۔ یہیں سے مشہوری ہوئی اور ۱۹۸۰ء میں اس نے کوٹڑی حیدرآباد سندھ، خورشید کالونی سے ہی انجمن سرفروشان اسلام کی بنیاد ڈالی اور اپنے گمراہ کن عقائد کا پرچار شروع کیا۔ اس کے گمراہ کن عقائد ونظریات اور باطل دعوے مندرجہ ذیل ہیں:

اللہ کی توہین: فرماتے ہیں کہ اللہ مجبور ہے اور شہ رگ کے پاس ہوتے ہوئے بھی نہیں دیکھ سکتا ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے معراج کے موقعہ پر حضرت علیؓ کی انگوٹھی اللہ کے ہاتھ میں دیکھی۔

انبیاء کرام کی توہین: حضرت آدم کو حسد اور شرارت نفس کا مریض قرار دینا، حضرت موسیٰ کی قبر کو جسد اطہر سے خالی اور شرک کا اڈا باور کرانا اور حضرت خضر کو قاتل نفس گردانتے ہوئے ان کی توہین کرتا ہے۔ (روحانی سفر)

جعلی کلمہ: کلمہ میں محمد رسول اللہ کی جگہ اس ظالم نے گوہر شاہی رسول اللہ لکھوایا۔ (حق کی آواز)

قرآن کے بارے میں لکھا ہے: تیس پارے ظاہری قرآن پاک اور دس پارے باطنی ملا کر چالیس پارے ہوئے اور یہ ہم پر عبادات، ریاضات اور مجاہدات کے ذریعے منکشف ہوئے۔ (حق کی آواز، ص:۵۳،۵۲)

اسلام کے ارکان خمسہ کی توہین: نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر عبادات میں روحانیت نہیں ہے۔ روحانیت کا تعلق دل کی ٹک ٹک سے ہے۔ (حق کی آواز، ص:۳۰)

اسلام واحد راہ نجات نہیں ہے۔ اس ضمن میں لکھا ہے کہ روحانیت سیکھو۔ خواہ تمہارا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو اور جس نے روحانیت سیکھی۔ چاہے اس نے کلمہ اسلام نہیں پڑھا۔ وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ (مینارہ نور) نیز لکھتا ہے کہ عیسائی، ہندو، سکھ اور یہودی اگر روحانیت سیکھ لیں تو بغیر کلمہ پڑھے اللہ تک ان کی رسائی ہو سکتی ہے۔ (گوہر، ص:۴۰، سرفروش پبلی کیشنز)

نشہ آور چیزوں کے حلال ہونے کے بارے میں لکھا ہے کہ بھنگ، چرس حرام نہیں۔ بلکہ وہ نشہ جس سے روحانیت میں اضافہ ہو حلال ہے۔ خواہ مخواہ ہمارے عالموں نے حرام قرار دے دیا۔ (روحانی سفر)

عورتوں سے مصافحہ، معانقہ اور جسم دبوانا درست ہے، روحانی سفر میں اس نے خود ہی اپنے چلے میں مستانی سے ملاقات اور اس کے ساتھ شب باشی کی فحش روئیداد تحریر کی ہے۔ (روحانی سفر، ص:۳۲) اور پھر عورتوں سے معانقہ ومصافحہ کو یہ کہتے ہوئے جائز قرار دیا ہے کہ مولویوں نے اس کو حرام کیا ہے۔

مہدی ہونے کا دعویٰ: سوال نامہ گوہر میں لکھا ہے: ''لوگ اگر ہمیں مہدی کہتے ہیں تو اصل میں جس کو فیض ملتا ہے وہ ہمیں اتنا ہی سمجھتا ہے۔ (ص:۸)

اس کے لئے بے سروپا اور جھوٹے دلائل دیئے گئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ میری تصویر چاند، سورج اور حجر اسود پر ظاہر ہو چکی ہے۔ یہ مہدی ہونے کی علامات میں سے ہے اور امام حرم حماد بن عبداللہ نے حجر اسود کی تصویر کی تصدیق کی اور کہا کہ یہ امام مہدی سے ملتی جلتی ہے۔ اس کے علاوہ سیدنا عیسیٰ سے اپنی جھوٹی ملاقات اپنی کتاب ''حق کی آواز ص:۱۷'' میں ثابت کی ہے۔ اس کا ایک مرید لکھتا ہے کہ دورہ امریکہ کے دوران مؤرخہ ۲۹ مئی ۱۹۹۷ء نیو

میکسیکو کے شہر طاؤس کے ایک مقامی ہوٹل میں حضرت سیدنا گوہر شاہی سے حضرت عیسیٰ نے ظاہری ملاقات فرمائی۔ مرشد نے ۲۸ جولائی ۱۹۹۷ء تک اس کو صیغہ راز میں رکھا۔ پھر اس سے پردہ اٹھانا مناسب سمجھا اور تفصیلات ارشاد فرمائیں۔ (اشتہار کردہ سرفروش پبلی کیشنز)

اس جھوٹی ملاقات کے بارے میں خود لکھتا ہے کہ: ''حضرت عیسیٰ چونکہ مہدی کے زمانہ میں وارد ہوں گے۔ میری ان سے ملاقات ہونا دلیل ہے اس بات کی کہ میں مہدی ہوں۔''

اس کے علاوہ اولیاء اللہ کی توہین۔ حضرت رابعہ بصریہ جیسی پاکباز کو طوائف کہنا، شریعت اور طریقت کو الگ کرنا، حضور کی زیارت کے بغیر امتی نہ ہونے کا قول کرنا اور حضور سے بالمشافہ ملاقات اور علم سیکھنے کا مدعی ہونا اور اپنے لئے معراج اور الہام کا دعویدار ہونا۔ اس کی زہر افشانیوں میں شامل ہے۔ اپنے ان گمراہانہ عقائد ونظریات اور دعاوی کے اثبات اور ترویج کے لئے اس نے مندرجہ ذیل کتابیں لکھیں:

روحانی سفر، روشناس، مینارہ نور، تحفۃ المجالس، حق کی آواز اور تریاق قلب وغیرہ۔

آج کل مہدی فاؤنڈیشن اور مسیحا فاؤنڈیشن کے نام سے یہ جماعت مصروف عمل ہے اور اس نام سے ان کی کئی سائیٹس بھی انٹرنیٹ پر موجود ہیں۔

اس کے ان گمراہانہ عقائد ونظریات کو دیکھتے ہوئے اور اس کی صفت دجالیت کو بروقت بھانپتے ہوئے ملک کے نامور علماء اور دینی مدارس نے اس پر مرتد وکافر، ملحد، زندیق اور ضال ومضل کا فتویٰ صادر کیا۔ ان میں سرفہرست جامعہ فاروقیہ، جامعہ بنوری ٹاؤن، جامعہ دارالعلوم کراچی، جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد اور دارالعلوم امجدیہ کراچی ہیں۔ اس کے اس جھوٹ کی تردید اس وقت کے امام کعبہ شیخ محمد بن عبداللہ نبیل نے بھی کی کہ اس کی تصویر حجر اسود میں دیکھی گئی ہے اور فرمایا کہ اس وقت پورے حرم میں حماد بن عبداللہ نامی کوئی امام نہیں ہے جس کا فرضی نام اس شخص نے اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے لیا تھا اور اس پر فتویٰ ارتداد بھی صادر فرمایا۔

اس کی مزید تحقیق کے لئے حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کی کتاب ''دور جدید کا مسیلمہ کذاب'' محمد نواز فیصل آبادی کی کتاب ''گوہر شاہیت اور قادیانیت اسلام کی عدالت میں'' اور مفتی نعیم صاحب کی کتاب ''ادیان باطلہ اور صراط مستقیم'' کا مطالعہ کریں۔

ان دنوں اس گمراہ اور کافر شخص کے خلیفہ یونس الگوہر جو کہ لندن میں مقیم ہے، کا عمران خان کی حمایت کا اعلان کرنا اور ان کے دھرنے میں ان کے بینرز کا پایا جانا گھناؤنی سازش کی خبر دیتا ہے اور اس کو یہ بات بھی مؤکد کرتی ہے کہ خان صاحب، طاہر القادری اور چوہدری برادران اس دھرنے سے قبل لندن میں ہی جمع ہوئے تھے۔ بس عرض کروں گا خان صاحب سے کہ اگر اس قسم کی کوئی بات ہے تو خدارا اس کو صاف کریں اور حصول اقتدار کے لئے اس قسم کی طاقتوں کا سہارا مت لیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں عرض کروں گا برطانیہ اور امریکہ کے برسر اقتدار طبقہ سے کہ ہر مذہبی غدار اور دہشتگرد کی پشت پناہی پر آپ کا ہاتھ نظر آتا ہے اور آپ کا یہ فعل درست معلوم نہیں ہوتا۔ اس لئے اس سے باز آجائیں ورنہ...... انجام اچھا نہیں ہوگا۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے...... ادارہ

نماز کی حیرت انگیز سائنسی انکشافات: حافظ محمد اسحاق ملتانی: صفحات:۳۵۶: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ ملتان۔

پیش نگاہ کتاب نماز، وضو، مسواک اور دیگر عبادات کے دنیاوی فوائد واثرات اور ثمرات وبرکات پر مشتمل ہے۔ کتاب کا اکثر حصہ عبادات کے عقلی پہلو پر اکابرین کے قلمی جواہر پاروں سے مزین ہے۔ دور حاضر کا بہت بڑا المیہ ہے کہ کسی حکم کا اخروی اجر وثواب بتانے پر طبیعت اس کی طرف با آسانی راغب نہیں ہوتی۔ لیکن اس حکم کے بارے میں پتہ چلے کہ فلاں سائنسدان یا پروفیسر نے اس عبادت کو سائنسی اعتبار سے بہتر بتایا ہے تو طبعی میلان اس کی طرف بڑھ جاتا ہے۔ زیر نظر کتاب مسلمانوں کی اس زوال ایمانی کو پیش نظر رکھ کر ترتیب دی گئی ہے۔ موضوعات کا حسن ترتیب مرتب کے اعلیٰ اور لطیف ذوق کا عکس ہے۔ موضوع کی مناسبت سے جا بجا دلچسپ واقعات اور مشاہدات مذکور ہیں۔ مضمون عقلی فوائد کے علاوہ باحوالہ قرآن وحدیث سے بھی مبرہن ہے۔ کتاب کا سرورق، بائنڈنگ اور طباعت معیاری اور کاغذ قدرے بہتر ہے۔ تالیف کے میدان میں قابل قدر اضافہ ہے۔

ہمارے دلوں کے فاتح: حافظ محمد اسحاق ملتانی: صفحات:۴۱۶: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ ملتان۔

اپنے محسنوں کی یاد کو زندہ رکھنا اور ان کے کارہائے نمایاں کو متعارف کروانا زندہ قوموں کا شیوہ ہے۔ لیکن ہمارے ہاں خود فراموشی کے ساتھ محسن فراموشی کی ایسی ڈگر چل نکلی کہ ہم نے اپنے شاندار ماضی کے جلیل القدر زعماء کو بھلا سا دیا ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس سرہ فرماتے تھے: ''لاریب ہمارے اکابر انسانیت کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے۔ جن کی صحبت بھی انسان کو انسان بنا دیتی تھی۔'' حافظ محمد اسحاق لائق صد تبریک وتحسین ہیں کہ انہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور اکابر کے وہ انمول حالات وواقعات جمع فرمائے جو عملی قوت کو متحرک بنا دیتے ہیں۔ کتاب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ اسماعیل شہیدؒ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ، مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور پاک وہند کے دیگر اکابر حضرات کے احوال وتذکار پر مشتمل ہے۔ ترتیب نہایت عمدہ رکھی گئی ہے۔ ہر شخصیت کے نام کا الگ عنوان قائم کر کے اس کے تحت ان سے متعلقہ عام واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔ سرورق، کاغذ، طباعت اور بائنڈنگ نہایت معیاری اور قابل داد ہیں۔ باذوق حضرات ضرور مطالعہ فرمائیں۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

ہری پور میں عشرہ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ضلع ہری پور میں ستمبر کے پہلے عشرے کو بطور عشرہ ختم نبوت منایا گیا۔ جس میں یکم ستمبر سے گیارہ ستمبر تک مختلف مقامات پر کانفرنسز کی گئیں۔ مفتی شفقت صاحب اور اورنگزیب مغل صاحب کی خصوصی کاوشوں سے اس سلسلے کا پہلا جلسہ ''مسجد عائشہ'' سوات چوک ہری پور میں ہوا جس میں حضرت مولانا قاضی محمد مشتاق اور حضرت مولانا اسامہ رضوان نے خطاب فرمایا۔ دوسری کانفرنس ۲ر ستمبر کو حلقہ انور شاہ کشمیریؒ کے تحت جامع مسجد عائشہ صدیقہؓ بجوالہ بگڑہ میں مفتی سعید اور مولانا عبدالعزیز کی سرپرستی میں ہوئی۔ تیسرا پروگرام ۳ر ستمبر کو حلقہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے تحت مسجد خلفاء راشدین اعوان کالونی میں مولانا محمد افضل علوی کی سرپرستی میں منعقد ہوا۔ جس میں مہمان خصوصی مفتی ہارون الرشید شامی اور حضرت مولانا امان اللہ تھے۔ چوتھا پروگرام حلقہ شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کے تحت ہانڈہ منیر خان میں ۵ر ستمبر کو مولانا حافظ عمران اور مفتی عبدالقادر رحمانی کی سرپرستی میں منعقد کیا گیا۔ جس میں مہمان خصوصی مفتی ہارون الرشید شامی اور مفتی شمس القدیر تھے۔ پانچواں جلسہ حلقہ مولانا محمد علی جالندھریؒ کے تحت ۶ر ستمبر کو ہانڈی فہیم خان میں مولانا پیر سید احسان علی شاہ کی سرپرستی میں ہوا۔ جس میں مولانا شفیق الرحمٰن نے خصوصی خطاب فرمایا۔ چھٹا جلسہ ۷ر ستمبر کو حلقہ غازی علم الدین شہیدؒ کے تحت کھلابٹ میں منعقد ہوا جس میں مہمان خصوصی مفتی محمد عمر تھے اور سرپرستی مولانا فرید اللہ حیدری نے فرمائی۔ ساتواں جلسہ حلقہ سیدنا خالد بن ولیدؓ کے تحت ۸ر ستمبر کو کوٹ نجیب اللہ میں مولانا احمد سعید، مولانا مدثر اور مفتی غلام مصطفیٰ کی سرپرستی میں ہوا۔ آٹھواں پروگرام مسجد عائشہ صدیقہؓ الولی میں حضرت مولانا عبدالقادر رحمانی، مولانا احتشام الحق اور مفتی معرفت شاہ کی سرپرستی میں ہوا۔ نوواں جلسہ حلقہ حبیب ابن زید انصاریؓ کے تحت بھیرہ خان پور میں مولانا نعیم شاہ کی زیر سرپرستی ہوا۔ جس میں حضرت مولانا احسان عظیم اور حضرت مولانا پیر سید قوی اللہ شاہ نے خطاب فرمایا۔

اس سلسلے کی آخری اور سب سے اہم کانفرنس حلقہ امیر شریعتؒ کے تحت سرائے صالح مین بازار میں منعقد کی گئی۔ جس میں بطل حریت، یادگار اسلاف حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی، مبلغ ختم نبوت حضرت مولانا محمد طیب اسلام آباد، سابق مرزائی نومسلم جناب شمس الدین (چناب نگر) اور پروفیسر مفتی آصف محمود نے شرکت فرمائی اور شاعر اسلام جناب اعجاز شاہ کاظمی (مظفرآباد) اور مطیع الرحمٰن اطہر نے ختم نبوت پر اپنا کلام پیش کیا۔ مفتی عامر شہزاد (امیر حلقہ امیر شریعتؒ) نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ کانفرنس بارش کے باوجود جاری رہی اور کثیر تعداد میں شرکاء نے شرکت فرمائی۔ ان ساری کانفرنسز کی بھرپور سرپرستی حضرت مولانا قاری فدا محمد خان صاحب (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہری پور) فرماتے رہے۔

ختم نبوت کانفرنس، مکی مسجد نیوانار کلی، لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام سالانہ تاریخی عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس نیوانار کلی، مکی مسجد لاہور کے سامنے منعقد ہوئی، کانفرنس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی، کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت احیاء دین اور وحدت امت کا مظہر ہے، مسلمانوں کی اجتماعیت و یگانگت عقیدۂ ختم نبوت میں مضمر ہے۔ امتناع قادیانیت ایکٹ پر عملدر آمد نہ کروانا قانون نافذ کرنے والے اداروں کی غفلت اور آئین پاکستان سے سنگین مذاق ہے۔ علماء کرام نے کہا کہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کا فریضہ پوری دنیا میں جاری رکھیں گے، حکومت قادیانی اور گوہر شاہیوں کے لٹریچر اور انکی کفریہ سرگرمیوں پر مکمل طور پر پابندی عائد کرے۔ پے در پے علماء کرام کی شہادتیں حکومت کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حکومت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو کے قاتلوں کو گرفتار کر کے عبرت ناک سزا دے۔ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مناظر ختم نبوت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن، بریلوی مکتبہ فکر کے ممتاز راہنما مولانا مفتی عاشق حسین، ممتاز اہلحدیث رہنما شیخ محمد نعیم، خطیب یورپ وایشیا مولنا عبدالحمید وٹو، مولانا محمد نعیم الدین، مولانا رشید میاں، مولانا کفیل خان، مفتی عبدالواحد قریشی، مولانا محمد اسحاق ساقی، قادیانیوں کے موجودہ خلیفہ مرزا مسرور کا رضاعی بھتیجا بھائی شمس الدین، جناب وحید عالم MNA قاری جمیل الرحمٰن اختر، پیر رضوان نفیس، عالمی مجلس کے مرکزی راہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری علیم الدین شاکر، مولانا محبوب الحسن طاہر، قاری عمر حیات، بھائی محمد حامد بلوچ، مولانا عبدالنعیم، قاری محمد اسامہ سالم، قاری محمد حذیفہ ہاشم، سمیت متعدد دینی ومقتدر شخصیات نے شرکت وخطاب کیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ کے تاریخ ساز فیصلہ کی اشاعت نے قادیانی ایوانوں میں زلزلہ بپا کر دیا ہے، اس تاریخی فیصلہ کی روداد کو انٹرنٹ پر دیکھ کر سینکڑوں قادیانی حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ مولانا مفتی محمد حسن نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع کرنے والے ہروقت اسلام کی افضل ترین عبادت میں مصروف ہیں، مولانا عبدالحمید وٹو نے کہا کہ حرمت رسول ﷺ کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دینا عقائد اسلام کے تحفظ کے ساتھ ساتھ روحانی واصلاحی تقاضوں کی بھی تکمیل ہے، قادیانی عقائد اسلام میں تحریف کر کے سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں مغربی ممالک قادیانیوں کو مسلم سوسائٹی کا حصہ سمجھنے سے گریز کریں، قادیانی سوشل میڈیا اور فلاحی کاموں کی آڑ میں نوجوان نسل کے ایمان وعقیدہ پر ڈاکہ زنی کر رہے ہیں اور دانستہ طور پر مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کو ٹی وی پروگراموں میں متنازعہ بنایا جا رہا ہے۔ مفتی عاشق حسین نے کہا کہ ختم نبوت کا پلیٹ فارم تمام مسلمانوں کا متفقہ پلیٹ فارم ہے، ہمارے اکابرین نے باہمی اتحاد واتفاق سے اس فتنہ کا مقابلہ کیا، آج ہم یہاں پر اپنے اکابرین کی سنت کو زندہ کر رہے ہیں۔ مولنا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ قادیانیوں نے چناب نگر کے اندر اپنی الگ ریاست قائم کی ہوئی ہے، چناب نگر میں قادیانیت ترک کرنے والوں پر ظلم ستم کا بازار گرم کیا ہوا ہے، حکومت چناب نگر میں اپنی رٹ قائم کرنے سے گریزاں ہے۔ مولانا نعیم الدین نے کہا کہ قادیانیت کا فتنہ یورپی ممالک کا تربیت یافتہ، اسرائیل کا ایجنٹ اور صیہونی قوتوں کے مفادات کیلئے پیدا کیا گیا ہے، شیخ نعیم بادشاہ نے کہا کہ قادیانیت کا وجود ننگ انسانیت وملت اسلامیہ کیلئے ناسور اور اسلام وایمان کیلئے زہر قاتل ہے۔ سابق قادیانی شمس الدین نے کہا کہ قادیانی شروع سے ہی اپنے بچوں قادیانیت کا مبلغ بناتے ہیں، اللہ کی توفیق سے اپنے کئی قریبی رشتہ داروں کو مسلمان کر چکا ہوں۔ قاری علیم الدین شاکر نے کہا کہ شہداء ختم نبوت نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے ہمیشہ گلشن رسالت کی آبیاری اور ناموس رسالت کے چراغ کو روشن کیا ہے، پوری دنیا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین اس فتنہ کا تعاقب کرتے رہیں گے۔

ختم نبوت کانفرنس، آفتاب چوک، کریم پارک راوی روڈ، لاہور

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے زیر اہتمام سالانہ تاریخی عظیم الشان ختم نبوۃ کانفرنس آفتاب چوک کریم پارک راوی روڈ لاہور میں منعقد ہوئی، کانفرنس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے امت کے تمام طبقات نے بھرپور انداز میں شرکت کی، کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا تحفظ ہر مسلمان کی ذمہ داری اور مذہبی فریضہ ہے۔ تمام مسلمانوں کو اسلام اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جذبہ صدیقی سے سرشار ہوکر میدان عمل میں نکلنا ہوگا۔ قادیانی ایک سازش کے تحت 1973ء کا دستور ختم کرا کر خود کو پھر سے مسلمان تسلیم کرانا چاہتے ہیں۔ حکمرانوں نے اسلام مسلمان اور پاکستان کے خلاف قادیانیوں کی سازشوں سے نہ صرف آنکھیں بند کر رکھی ہیں بلکہ انکی سرپرستی کر رہے ہیں قوم اور حکمرانوں کو اس بات سے آگاہ رہنا چاہیے کہ قادیانی اسلام، مسلمان اور پاکستان کے لیے یہود وہنود سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ کانفرنس میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مجلس لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن، عالمی مجلس لاہور کے سرپرست مولانا محمد نعیم الدین، مناظر اسلام مولانا محمد اسماعیل محمدی، معروف خطیب مولانا شاہنواز فاروقی، مولانا سید ضیاء الحسن شاہ، قاری جمیل الرحمٰن اختر، پیر رضوان نفیس، عالمی مجلس کے مرکزی راہنما مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاری علیم الدین شاکر، مولانا محمد قاسم گجر، جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما مولانا عبدالماجد حقانی، بھائی محمد حامد بلوچ، مولانا عبدالنعیم، قاری عبدالعزیز، قاری غلام عباس، بھائی مسلم بلوچ، بھائی محمد یونس، بھائی عبدالولی، حکیم ارشاد حسین، کاشان مرزا، نعمان ملک، حافظ ذوالفقار، مرزا عمر بیگ، رانا قیصر، ناصر ادریس، بھائی محمد وقاص، سمیت متعدد دینی ومقتدر شخصیات نے شرکت وخطاب کیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ اندرون ملک وبیرون ممالک کی کئی عدالتوں نے قادیانیت کے کفر پر مہر ثبت کردی ہے اسرائیل اور مرزائیل دونوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے قادیانیت اپنے منطقی انجام کو پہنچنے والی ہے، قادیانی فتنے کا خاتمہ قریب ہے، ایک وقت آئے گا کہ تلاش کرنے باوجود اس دھرتی پر ایک بھی قادیانی نہیں ملے گا۔ مولانا محمد اسماعیل محمدی نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا دفاع دراصل اسلام کا فاع ہے، قادیانی جہاں بھی جائیں گے ان کا مقابلہ دلائل اور براہین سے کیا جائے گا انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع کرنے والے ہر وقت اسلام کی افضل ترین عبادت میں مصروف ہیں۔ مولانا شاہنواز فاروقی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو بہت سی خصوصیات سے نوازا ہے، نبی اپنے وقت کا حسین نہیں احسن ہوتا ہے، جو حسین نہیں وہ نبی نہیں غبی ہے، رسول نہیں فضول ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی ہمیشہ سچا ہوتا ہے مرزے قادیانی کو جھوٹا نبی نہیں بلکہ جھوٹا انسان کہنا چاہیے۔ مولانا نعیم الدین نے کہا کہ قادیانیت کا فتنہ یورپی ممالک کا تربیت یافتہ، اسرائیل کا ایجنٹ اور صیہونی قوتوں کے مفادات کیلئے پیدا کیا گیا ہے، انہوں نے کہا کہ قادیانیت کا وجود ننگ انسانیت و ملت اسلامیہ کیلئے ناسور اور اسلام وایمان کیلئے زہر قاتل ہے، مولانا عبدالماجد حقانی نے کہا کہ شہداء ختم نبوت نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرکے ہمیشہ گلشن رسالت کی آبیاری اور ناموس رسالت کے چراغ کو روشن کیا ہے، جمعیۃ علماء اسلام نے ہمیشہ اسمبلی کے اندر اور باہر تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کا دفاع کیا ہے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی نے کہا کہ قادیانی گروہ اسلام کا ٹائٹل استعمال کرکے اپنے کفر وارتداد کو اسلام بنا کر پیش کر رہا ہے، اسلامیان پاکستان قادیانی فتنہ اور باطل قوتوں کی سرکوبی کیلئے پرامن جدوجہد جاری رکھیں۔ مولانا عبدالنعیم نے کہا کہ قادیانیوں کو احمدی ہرگز نہیں کہنا چاہیے کیونکہ احمد ہمارے نبی ﷺ کا نام ہے تو لہٰذا ہم مسلمان احمدی ہیں، قادیانی صرف ختم نبوت کے منکر نہیں بلکہ اہل بیت، صحابہ کرام کے بھی گستاخ ہیں اس فتنے سے امت مسلمہ کو بچانا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ حرمت رسول ﷺ کے تحفظ کا فریضہ سرانجام دینا دنیوی واخروی نجات کا سبب اور ذریعہ ہے قادیانی اسلامی عقائد میں تحریف کرکے سادہ لوح مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہے ہیں۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

ختم نبوت فری ڈسپنسری

مسلم کالونی چناب نگر

(۱) اللہ کے فضل وکرم سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مدرسہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ختم نبوت فری ڈسپنسری کا آغاز اکتوبر ۲۰۱۴ء سے ہو چکا ہے۔

(۲) ختم نبوت فری ڈسپنسری کی مکمل سرپرستی ودیکھ بھال ڈاکٹر محمد صولت نواز کر رہے ہیں۔

(۳) مختلف اوقات میں میڈیکل کیمپ اور آئی کیمپ وغیرہ کا بھی وسیع پیمانے پر اہتمام کیا جاتا ہے، جس میں الٹراساؤنڈ، بلڈٹیسٹ۔ ای سی جی وغیرہ کے ٹیسٹ کی مریضوں کو فری سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ اوران کیمپوں کے لیے فیصل آباد، چنیوٹ، کے ماہر ڈاکٹر زحضرات تشریف لاتے ہیں۔ صبح ۱۰ بجے سے شام مغرب تک بغیر کسی وقفہ کے مریضوں کے چیک اپ اور علاج وغیرہ میں ہمہ تن مصروف رہتے ہیں۔ اور پانچ سو سے زائد مریض ان فری کیمپوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

(۴) ختم نبوت فری ڈسپنسری میں روزانہ شام ۳ بجے سے ۶ بجے تک مستقل ایک ڈاکٹر صاحب پابندی سے بیٹھتے ہیں جو فری میں مریضوں کو چیک کرتے اور نسخہ لکھ دیتے ہیں، ان کے ساتھ ایک کوالیفائیڈ ڈسپنسر بھی موجود رہتا ہے جو مریضوں کو تجویز شدہ نسخہ کے مطابق ادویات فراہم کرتا ہے۔

یومیہ اس فری ڈسپنسری سے ساٹھ سے زائد مریض بحمداللہ فری علاج کراتے اور اللہ کے فضل وکرم سے شفایاب ہوتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

چناب نگر ضلع چنیوٹ

0300 4304277
0321 4220552